

جاسوسی ناول سائٹ

یہ آپ سب کی سائٹ ہے آپ اس کام میں میری مدد کر سکتے ہیں

اگر آپ کے پاس بھی اشتیاق، ابن صفی یا دوسرے ناول ہیں

تو مجھے سکین کر کے بھیجیں

سائٹ پر دیے گئے گوگل اشتہار پر مفت میں ایک دو بار کلک کر دیں

تو یہ بھی میری مدد ہوگی

یوں میں اس کام کو مزید بہتر بنا سکتا ہوں

اپنی رائے ضرور دیں

maminhaj@yahoo.com

میں گھرے ہونے کے باوجود بھی کسی کے خلاف شبہ ظاہر کرنے سے انکار کر دیتا ہے؟ عمران کے لئے نئی دشواری لیکن وہ اپنے انوکھے طریقوں سے تفتیش کی گاڑی آگے بڑھاتا ہے اور آخر کار.... مجرم اتنے بھیاںک روپ میں نور ایسی خطرناک اسکیم کے ساتھ سامنے آتا ہے جس کا خود عمران کو بھی توقع نہیں تھی۔

واقعات کی ابتدا بہت ہی معمولی پیمانے پر ہوتی ہے اور ظاہر اسے کچھ زیادہ اہمیت نہیں دی جاسکتی! لیکن اس کی پشت پر کتنی زبردست اسکیم تھی آپ انگشت بدنداں رہ جائیں گے.... پھر آپ کو معمولی سی حرکت ایک بہت بڑی سازش کا پیش خیمہ نظر آئے گی۔ جسے عمران بھی اکثر محض مذاق تصور کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔

ایضاً

(۱)

عمران نے کار روک دی.... دور تک سر سبز پہاڑیں نکھری ہوئی تھیں اور سورج ان پر روشنی ڈال رہا تھا۔ دور کی پہاڑیوں پر ہلکی سی دھند چھائی ہوئی تھی۔ وہاں سے نیچے اتر کر دور میں لگاتے ہوئے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ ابھی نور کتنا پلٹنا پڑے گا۔ ان اطراف میں پہلی بار اس کا گزر ہوا۔ ابھی تو اسے سڑک کے کنارے وہ نشان بھی نہیں ملا تھا جہاں رک کر اسے آگے جانے کے لئے انتظار کرنا تھا۔

سورج گڑھ پیچھے رہ گیا تھا.... اسے سرور گڑھ سے دس میل آگے چلنا تھا.... اس نے وہاں آنکھوں پر سے ہٹا دی اور کار سے کافی کا قہر ماس نکال کر اس کے ڈسکن میں کافی اندر ملی۔ وہ کار لگا ہواؤں کے ساتھ اسے ختم کرنے کے بعد پھر اسٹیرنگ سنبھال لیا.... لیکن ابھی کار ڈسکن بھی ٹھیک کی تھی کہ پچھلے موڑ پر اسے گھوڑوں کی ٹاپیں سنائی دیں اور ساتھ ہی فضا میں ہلکے گرمی کے نتیجے میں لہرائے.... عمران سڑک کو دیکھنے لگا....

لوہو جان لائیاں ٹوڑوں پر سورج اسی طرف آرہی تھیں!.... مگر یہ پہاڑی دھاتوں میں سے لکڑی تھیں!.... کیونکہ ان کے جسموں پر جدید طرز کا شکاری سواری کا لباس تھا اور ان کے ہاتھوں میں ہتھیار تھے۔ عمران کو گھوڑوں کی ہولی قریب سے گزر گئیں!....

سڑک زیادہ چوڑی نہیں تھی!.... نور ان کے ٹوڑا ہری سے اتنے فاصلے سے چل رہا تھا کہ ان کے درمیان سے کار نکال لے جانا آسان کام نہیں تھا.... جب وہ اگلے موڑ پر پہنچے تو عمران نے دوبارہ اپنی نوٹس اسٹارٹ کر دی!.... لیکن اس موڑ پر کھڑے کے بعد بھی وہی مسئلہ درپیش رہا۔ یعنی اتنی جگہ نہیں تھی کہ وہ دونوں کے درمیان سے کار نکال لے جائے۔

اس نے پے در پے کئی بار بارن دیا لیکن ٹٹوں کے درمیانی فاصلے میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی اور لڑکیاں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر صرف ہنس پڑیں۔

"میں اس تفریح میں ضرور شرکت کرتا..." عمران چخ کر ہوا۔ "لیکن مجھے جلدی ہے..." براہ کرم اپنے ٹٹوں کو ایک طرف کر لیجئے!"

لیکن... بے سود...! طوازی انداز میں چلتے رہے۔

"خدا تم سے سمجھے۔" عمران آہستہ سے بولا۔ اور اس کی کار آہستہ آہستہ ریلیج رہی! لیکن وہ اس دیران سڑک پر ان "ٹٹو ٹٹوں" کی موجودگی پر حتمی ضرور تھا۔

وہ کار روک کر ہتھ پڑا اور پھر اس نے ٹٹوں کے سامنے پٹکی کران کی باگیں پکڑ لیں۔ لڑکیاں اس کی بے تکلفی پر حتمی رہ گئیں! لیکن وہ قطعی خوفزدہ نہیں تھیں۔ کیونکہ عمران کی شخصیت میں کوئی ایسی چیز تھی جس کا مطلب دوسروں پر ہرگز نہ تھا۔

وہ سر سے ہی تک احسن نظر آرہا تھا۔ لڑکیاں اسے چند لمحوں گھورتی رہیں پھر ایک سے بھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ "کیا بات ہے۔"

"اللہ کے نام پر..." عمران نے کسی لمحے ہونے فقر کی طرح اذیت لگال اپنے۔ "کیا بگو اس ہے..."

"ہمیشہ دعا دیتا رہوں گا... اللہ جو ڈی سلامت رکھے۔"

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا یہ نہ سمجھنا کہ ہم تھا ہیں!" دوسری لڑکی آنکھیں لٹال کر بولی۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے ساتھ ٹٹو بھی ہیں... اللہ کے نام پر... ایسا موقع ملے"

ہاتھ نہیں آئے گا۔ یہاں اس پاس کوئی نہیں ہے۔"

"پیچھے ہٹو!..." پہلی لڑکی غرائی اور یک یک اس نے اشاریہ دوپانچ کا ہتھول لٹال لیا۔

"گم... باپ رہے۔" عمران بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔ "میں تو ہمسوا... ایک ہلک سا تھکا"

"مرمت۔" دوسری لڑکی نے پہلی کی طرف دیکھ کر آنکھ دہائی۔

"ایک پکٹ جو تم اللہ کے نام پر" عمران نے پھر ہلک لگائی۔

"جو تم چاہتے۔" دوسری لڑکی نے پوچھا۔

"ہاں... خدا بھلا کرے..."

"قریب آؤ..."

عمران آگے بڑھا۔ پھر جی تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ کیونکہ لڑکی کا اہت ہاتھ پڑی تھی۔

سے گھوما تھا اور وہ عمران کے پیچھے ہٹ جانے پر جھجک میں گرتے گرتے بچی۔

خدا جنت کرے تمہیں۔" عمران ہوس کر بولا۔ "فقیروں سے ہاتھ پائی کرتی ہو۔ ابھی"

مگر ان کے ہاتھ کا دیا سب کچھ موجود ہے مگر خاندانی فقیر ہوں... کبھی کبھی برکت کے

تسلل لیتا ہوں... مگر ایسی ہی جگہ جہاں کوئی یہ نہ جانتا ہو کہ میں ڈپٹی کلکٹر ہوں۔"

پھر سب کچھ انتہائی سنجیدگی سے کہا تھا۔ لڑکیاں اب پھر اسے گھور رہی تھیں۔

"جتنے سے ہٹ جاؤ!" اس لڑکی نے کہا جس کے ہاتھ میں ہتھول تھا۔

اس نے کہا کہ میں اپنی بین مگر بھول آیا ہوں۔ تب تو آپ کو یقین آتا کہ میں فقیر ہوں۔

اب اس وقت موجود نہیں ہیں۔ لیکن ظہر ہے!..." عمران اپنے کوٹ کی اندرونی جیب

بھونچنے لگا تھا کہ لڑکی نے کڑک کر کہا۔ "خیر وہ اپنے ہاتھ اٹھائے رکھو۔"

پھر وہیں آپ کو یقین نہیں دلا سکتا کہ میں فقیر ہوں... عمران نے مایوسی سے کہا۔

میں نے لے تھاری کار ہی کافی ہے۔" دوسری لڑکی بولی۔

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ خدا کا دیا سب کچھ موجود ہے۔ مگر میں خاندانی فقیر ہوں۔

میں نے ان کے لوگ دن بھر تجارت شاعری اور نوکری کرتے ہیں... رات بھیک مانگتے

ہوتے ہیں۔ ہمارے بزرگوں کا قول ہے کہ اپنی اصلیت نہ بھولو۔"

"اسے اڑھیں تمہارے بزرگ۔"

تمہارے بزرگ کیسے ہیں! عمران نے پوچھا!

"انے زفر بھی نہیں ہیں..."

"اگر اگر تم کو خوش کرو تو میں بھی انہیں اپنا بزرگ بنا سکتا ہوں۔" عمران نے کہا اور وہ

بھج کر اسے برا بھلا کہنے لگی...

"اللہ کے نام پر..." عمران نے پھر ہلک لگائی۔

"تم لکھو گے..." پہلی لڑکی دہلائی۔

"ایک پکٹ جو تم۔" میرے ختم ہو گئے ہیں۔"

"میں کمال ہوں گی..."

"اللہ اتر بھی کیا یاد کرو گی کسی فقیر سے واسطہ پڑا تھا۔"

اب اس نے اپنا ٹٹو عمران پر دوڑا دیا... لیکن وہ آگے نکل چلی تھی... کیونکہ عمران جی

اللہ سے ایک طرف ہٹ گیا تھا... ٹٹو دوڑا رہا تھا شاید وہ بے قابو ہو گیا تھا۔

"خدا تم نے..." عمران نے دوسری لڑکی سے کہا۔ "یہ تھا فقیروں سے دل لگی کا نتیجہ..."

اللہ سے کلمہ میں کر اسے گا... اور ہڈیاں چور ہو جائیں گی۔"

"ہو سامنے سے مجھے جانے دو۔" دوسری لڑکی کچھ نرمی سے نظر آنے لگی تھی۔
 "ایک ٹکٹ چو گم۔" وہ نہ تمہارا بھی یہی حشر ہو گا۔ تمہارے پاس تو ہسپتال بھی ہے۔
 "ہے میرے پاس۔"

"جھوٹ۔ سفید جھوٹ۔ ہوتا تو اب تک تم بھی ٹال چکی ہوتیں۔"
 "سامنے سے ہٹ جاؤ۔۔۔ ہاگ جھوڑ۔"
 "ایک ٹکٹ چو گم۔۔۔"

"کتے ہو تم۔" لڑکی نے فکار کے قہقہے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔ اور چو گم کا ٹکٹ نکال کر
 اس کی طرف اچھال دیا۔

"خدا ہی تار کھے۔" عمران نے اسے سنبھالتے ہوئے کہا۔

"جاؤ اب تم جا سکتی ہو۔۔۔ لیکن اب اگر راستے میں کہیں تم لوگوں نے میرا دستہ روکنے کی
 کوشش کی تو معاملہ ایک ٹکٹ چو گم پر نہیں بنے گا۔۔۔ سمجھیں۔"

عمران ایک طرف ہٹ گیا۔۔۔ اور وہ ٹو کو میز کر کے آگے بڑھ گیا۔

عمران پھر کدہ میں آ بیٹھا۔۔۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ لڑکیاں قرب و جوار ہی میں کہیں رہتی
 ہوں گی۔ وہ اس طرح لہا سبز کرنا تو قرین قیاس نہیں۔۔۔ ویسے اس لڑکی کے پاس کسی ہسپتال
 کی موجودگی نے اسے الجھن میں ڈالا تھا۔۔۔ جانتا تھا کہ ان اطراف میں رہنے والے زیادہ تر سرمایہ
 دار ختم کے لوگ ہیں۔

سردار گڈھ اپنے نوامی ملاقوں سمیت مٹی کے تیل کے چشموں کا بہت بڑا سرائے تھا۔
 یہاں کی آبادی حدوداً دو سو، پچاس لوگ تھی۔ تاجروں اور سرمایہ داروں پر مشتمل تھی۔

پچاس سال پہلے تو یہاں خاک بھی نہیں اڑتی تھی کیونکہ یہ ایک پہاڑی علاقہ تھا۔ عمران
 اپنی زندگی میں شاید تیسری بار سردار گڈھ آیا تھا۔۔۔ لیکن اس بار اسے تک آنے کا پتہ لگا تھا۔
 ان دونوں لڑکیوں کے متعلق سوچتے ہوئے اس نے کار اشارت کر دی۔ ہو سکتا ہے وہ اس مقام
 سے واقف رہی ہوں جہاں عمران کو پہنچنا تھا۔

لڑکیوں سے دوبارہ ملاقات ہونے میں دیر نہیں لگی۔ وہ ٹوؤں سے اتر کر ایک چٹان پر بیٹھی
 عمران کی رکتی ہوئی کد کو گھور رہی تھیں۔۔۔ عمران کد سے اتر کر سڑک پر کھڑا ہو گیا۔

لڑکیاں خاموش بیٹھی رہیں، پھر عمران ان کی طرف بڑھلا۔
 "میں دراصل۔۔۔" عمران کچھ کہتے کہتے رک گیا مگر دوسری لڑکی نے اس کا جملہ پورا کر دیا۔

"اب آپ لوگوں کو بین سٹاکر سانپ دکھاؤں گا۔۔۔"

"نہیں سامنے سے۔۔۔ میں ہر سانپ گھر چھوڑ آیا ہوں۔۔۔ لیکن آپ کو کچھ ضرور دکھاؤں گا۔"
 "اور ہی رہتا۔۔۔" پہلی لڑکی بھڑک کر بولی۔ "ورنہ سچ سچ میں گولی مار دوں گی۔ تمہاری
 اس حرکت سے ہی میں چٹ آگئی ہے۔"

"تو کی بدولت۔۔۔" عمران نے معلوم آواز میں کہا۔ "کسی خاتون کو ٹو پر بیٹھے دیکھ کر
 غریب گھر اٹھتا ہوتا ہے۔"

"نہیں بچے چلے ہو۔۔۔ ہمارے۔۔۔ اپنا راستہ لو۔"

"رستہ تو آپ ہی نے روکا تھا۔۔۔" عمران نے برا سامنے بنا کر کہا۔
 "اب مجھے راستہ بتائیے۔۔۔ اس کے عوض میں آپ کا دل خوش کر دوں گا۔۔۔ سانپ تو
 میرے میرے پاس۔۔۔ مگر۔۔۔"

عمران نے اپنے کٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ڈبہ نکالا اور اس کا ڈھکن اٹھائے ہوئے
 ڈبے سامنے پیش کر دیا۔ ڈبے میں پانچ ڈبے ڈبے بچے تھے۔

"ان کے لئے بین ضرور لگائیں ہے کیونکہ یہ بھی بھیئیں ہی کی برابری سے تعلق رکھتے
 ہیں۔" عمران نے کہا۔

لڑکیاں چونک کر ایک دوسری کی طرف متنی خیر انداز میں دیکھنے لگی تھیں۔ عمران اندازہ
 لگا کر کاک انھیں حیرت تھی یا وہ خوفزدہ ہو گئی تھیں۔

"اب آپ مجھے راستہ بتائیے۔۔۔" اس نے اطمینان انداز میں کہا۔
 "میں نہیں سمجھی۔۔۔" اس لڑکی نے کہا جس نے کچھ دیر پہلے ہسپتال نکالا تھا۔

"میں داراب کیسٹل جانا چاہتا ہوں۔"

"کد۔۔۔" وہ پھر دوسری لڑکی کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔ اور پھر ایک ایک اس کا رویہ بدل
 لگا۔ "اگر کد بولی۔" داراب کیسٹل وہاں عام تو سنا ہے۔ اوہ۔۔۔ یعنی تو نہیں جہاں سردار داراب
 ہے۔"

"اوی۔۔۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔"

"مگر یہ کیسے ممکن ہے۔" لڑکی نے بڑے بولے پن سے کہا۔
 "تپ کد پر ہیں اور ہم۔۔۔"

"عمران نے باہر سناہ انداز میں کہا۔ "کد نوٹیر ہے۔ وہ نہ میں ٹوؤں کو اس میں
 لے جاؤں۔"

"کوئی بات نہیں۔" لڑکی نے کہا۔ "میں آپ کے ساتھ بیٹھ جاؤں گی۔۔۔ اور

یہ۔ "اس نے دوسری لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔ "میراٹھو لے کر آجائے گی۔"

"نہیں آپ دونوں کار سے جائیے میں دونوں ٹوکوں پر بیک وقت سوار ہو کر چلوں گی۔"

عمران نے خاکسارانہ لہجے میں کہا۔

"آپ آدمی ہیں.... یا...."

"میں آدمی ہی ہوں.... آپ مطمئن رہیں.... ویسے بھول جانے کا ہر غرض ہی طرح بھول پر حاوی ہے مگر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا.... آئیے...."

"وہ لڑکی پھر سے اٹھ گئی تھی اور دوسری لڑکی کو اشارے کرتی ہوئی عمران کے سامنے چلے گئی.... پھر وہ اس کے ساتھ کار میں بیٹھ گئی۔ عمران نے انجن اسٹارٹ کیا۔

"نی اگال سیدھے ہی چلے۔" لڑکی بولی۔

"اوہ.... اچھا۔"

کار چل پڑی.... عمران خاموش تھا.... لڑکی بھی شاید گفتگو نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس کے انداز سے یہی معلوم ہوتا تھا۔ وہ نہ صرف کسی گہری سوچ میں تھی بلکہ چہرے سے تشویش بھی ظاہر ہو رہی تھی۔

"ہاں دیکھتے...." اس نے کچھ دور چلنے کے بعد کہا۔ "اب کار بائیں طرف موڑ دیجیے...."

عمران نے اس کے کہنے پر عمل کیا۔ بائیں طرف ایک پتلی سی ڈھلوان سڑک تھی جس کی بائیں جانب ایک بڑا سا بورڈ نصب تھا اور بورڈ پر تحریر تھا۔ "یہ راستہ عام نہیں ہے۔"

"ہائیں۔" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "یہ راستہ عام نہیں ہے۔ اس کا کیا مطلب...."

کہیں آپ مجھے کسی مصیبت میں تو نہ پھنسا دیں۔"

"یہ سڑک سردار داراب کی ملکیت ہے اور ان کی قیام گاہ.... یعنی داراب کیسیل تک جاتی ہے۔"

"آپ بھی وہیں کہیں قریب ہی رہتی ہیں۔" عمران نے پوچھا۔ "ہاں" مختصر سا جواب ملا۔ تقریباً دو فرلانگ چلنے کے بعد عمران کو ایک طویل و عریض عمارت دکھائی دی جو بجائے کیسیل (قلعہ) ہی معلوم ہو رہی تھی۔ پھانگ پر ایک سنتری بھی موجود تھا۔ اس نے کار کو گزر جانے دیا۔ عمران کو اس پر حیرت ہوئی.... لیکن پھر اس نے سوچا ممکن ہے۔ یہ لڑکی بھی اسی عمارت سے تعلق رکھتی ہو۔

دفعتاً اس نے اپنے ہائیں پہلو میں کسی چیز کی جھپٹ محسوس کی اور پھر دوسرے ہی لمحے میں اسے معلوم ہو گیا کہ وہ لڑکی کی ہسٹل کی مال تھی....

وہ اس وقت ایک بڑے پائیں باغ سے گزر رہے تھے۔ پھر کار پیچھے ہی ایک رہائشی عمارت

کے سامنے پہنچی لڑکی نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

"کھڑی روک کر انجن بند کر دو۔"

عمران نے بے چون و چرا تعمیل کی۔ لیکن اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ ایک معنی خیز مسکراہٹ۔

"اب چپ چاپ بیٹھے اتر آؤ...."

"اتر آیا چپ چاپ...." عمران نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

"اٹھا پروگرام...."

"چلو...." اس نے اسے ہسٹل کی مال سے دھکا دیا۔

عمران چلے گا.... پھر وہ اس وسیع دالان پر پہنچ کر رک گئے جہاں گیارہ آدمی ملازموں کی بددی میں کھڑے تھے۔

"بابا کہاں ہیں۔" لڑکی نے انہیں میں سے ایک کو مخاطب کیا۔

"ظہر ج کھیل رہے ہیں حضور۔"

"اچھا۔ اس آدمی کو پکڑ کر کہیں بند کر دو۔"

"ہائیں۔ یہ کیوں۔" عمران احمقانہ انداز میں بولا۔ "کیا یہ داراب کیسیل نہیں ہے۔"

"تم داراب کیسیل میں ہو۔" لڑکی نے اس کے پہلو سے ریو اور ہٹاتے ہوئے کہا۔ نوکر اسے زرخے میں لے چکے تھے۔

"اور تم مجھے بند کر رہی ہو۔ اس خبر سے سردار داراب کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔"

"بند کر دو۔" لڑکی نے حکمانہ لہجے میں کہا۔ نوکروں کے ہاتھ لگانے سے قبل ہی عمران ان کے زرخے سے نکل گیا اور ایک جگہ رکتا ہوا بولا....

"تم مجھے بند کرنے کی جگہ دکھاؤ میں خود ہی بند ہو جاؤں گا۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ انہیں ان لوگوں کے علاج پر کافی روپیہ صرف کرنا پڑے...." ہسٹل کی مال پھر عمران کی طرف اٹھ گئی۔

"اے.... تم لوگ اسے دیکھو میں ابھی آئی...."

"ہاں.... یہ ٹھیک ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ نوکروں نے پھر اسے گھیر لیا۔ لیکن قریب پہنچ کر ہاتھ لگانے کی ہمت نہیں پڑی.... لڑکی اندر جا چکی تھی۔ عمران بوی لا پرواہی سے چوہم پکھتا رہا۔ نوکر ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

کچھ دیر بعد لڑکی واپس آگئی۔ اس کے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے۔ دونوں سن رسیدہ اور اچھی صحت والے تھے۔

"بابا.... لڑکی نے ایک کو مخاطب کر کے عمران کی طرف اشارہ کیا۔ یہی ہے۔"

"اوہم...." بوڑھے نے اپنے ہاتھ پر ہینک جھاکر عمران کو نیچے سے لوہ پر تک دیکھا اور پھر جیک ابر کر اس کے شیشے صاف کرنے لگا۔ وہ چند حیا کی ہوئی آنکھوں سے عمران کی طرف دیکھتا بھی جا رہا تھا۔ دوبارہ جیک لگا کر اس نے ایک طویل سانس لی اور پھر لڑکی کی طرف دیکھنے لگا۔

"اس کے پاس کچھ موجود ہیں...." لڑکی بولی۔

"اوہم.... ہاں.... کہاں ہیں.... کیوں.... تم کچھ...." عمران کی طرف دیکھ کر بڑبڑایا....

"میں کچھ نہیں ہوں۔" عمران نے احتجاج اعدا میں کہا.... "میں.... میں ہوں.... یعنی کہ علی عمران ایم۔ ایس۔ سی ڈی۔ ایس۔ سی.... اور ہپ.... لی ایچ ڈی...."

"میں پوچھتا ہوں.... تمہارے پاس کچھ ہیں...." بوڑھے نے بہت کر کہا۔

"کیا آپ سردار داراب ہیں؟" عمران نے پوچھا۔

"اوہ.... جنم میں گیا سردار داراب.... اب تم میرے سوال کا جواب کیوں نہیں دیتے۔"

"جی ہاں۔ میرے پاس کچھ ہیں۔"

"تب میں تمہیں پچانسی بڑبڑاؤں گا.... سمجھ گئے۔"

"جی ہاں.... بالکل سمجھ گیا...." عمران نے بڑے آسودہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔

"کہاں ہیں کچھ....؟"

"میری جیب میں.... لیکن شاید آپ سردار داراب ہیں۔"

"سردار داراب کی ایسی کی تھیں.... میں تم سے کیا کہہ رہا ہوں.... نکالو.... وہ کچھ۔"

عمران نے کچھوں کا اپنا ٹال کر اس کی طرف بڑھا دیا....

"اوہ...." بوڑھے کی آنکھیں حیرت سے کھیل گئیں۔

"مجھے سر سلطان نے بھیجا ہے...." عمران نے آہستہ سے کہا۔

"جیہیں...." بوڑھے نے نیچے سے لوہ پر تک اس کا جائزہ لیا۔ عمران اس وقت سر جھکا

محافت نظر آ رہا تھا۔

"جی ہاں.... مجھے...."

"اندر...." بوڑھے نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

عمران فوجیوں کے سے انداز میں چلتا ہوا دروازے میں مز گیا....

(۲)

وہ دونوں لڑکیاں پاکیں ہانغ میں تھیں.... رات کے نو بجے تھے۔ گو سردی شدید تھی لیکن رات ہوئی چاندنی بھی اتنی ہی دلکش تھی کہ وہ دونوں اس وقت چھت کے نیچے نہ رو سکیں۔

اتن میں سے ایک سردار داراب کی پوتی تھی۔ وہی جس نے عمران پر پستول تان لیا تھا اور رات کی اس کی سبکی جوتوں اس کے ساتھ مقیم تھی.... دونوں ہی ایڈوکیٹ کی ولدہ تھیں۔

بچوں پر بیٹھ کر نکل جاتیں اور سارا دن پہاڑیوں میں بھٹکتی پھرتیں۔ دونوں کے مشاغل اور

ذاتی قریب قریب یکساں تھے۔ وہ پہاڑیوں میں خوش رنگ پرندوں کے پر تلاش کرتیں مختلف

لوں کے سنگریزے اکٹھا کرتیں اور ساتھ ہی جڑی بوٹیوں کے متعلق تحقیقات بھی جاری

تھیں.... سردار داراب کی پوتی شاہدہ کے پاس جڑی بوٹیوں سے متعلق ایک موٹی سی کتاب

کی دھڑ سے اپنے شمار کے تھیلے میں ڈالے رکھتی.... اس کی سبکی جوتیں کو جڑی بوٹیوں سے

بہت لچکی نہیں تھی۔ لیکن شاہدہ کی خاطر وہ بھی کٹیلی جھاڑیوں سے اپنی اکھیاں زخمی کر لیتی۔

آج بھی وہ حسب معمول دن بھر ادھر ادھر بھٹکنے کے بعد شام کو گھر واپس ہو رہی تھیں

وہ میں عمران آکر ٹکرایا.... اور شاہدہ سے قیدیوں کی طرح یہاں تک لے آئی تھی۔

لیکن توقعات کے خلاف جب اسے سردار داراب کا رویہ دوستانہ نظر آیا تو بڑی مایوسی

.... وہ بے اپنی دانست میں اس نے ایک بڑا کارنامہ انجام دیا تھا۔

داراب اس وقت بھی اس سے اس کے متعلق پوچھ رہی تھی۔

"میں کیا بتاؤں...." شاہدہ کہہ رہی تھی۔ "میں تو یہ سمجھی کہ بابا کچھوں کا ذہن دیکھتے ہی

سے گولی مار دیں گے۔"

"آخر بات کیا تھی۔ میں یہاں کچھوں کا تذکرہ بہت سن چکی ہوں۔ تم سے کئی بار پوچھتا

ہاں مگر بھول گئی...."

"بابا کا خیال ہے کہ ہمیں اس کا تذکرہ کسی سے نہ کرنا چاہئے۔"

"بابا کا خیال بابا کے ساتھ ہے.... نہ تم بابا کو اور نہ میں بابا ہوں۔" جیسے ہنس کر بولی۔

"مجھے اختلاف ہوتا ہے اس تذکرے سے.... میں اس بدحوہ کے متعلق کچھ باتیں کرنا چاہتی

ہوں.... جو اس وقت بڑے حیرے میں بابا کے ساتھ خطرناک کھیل رہا ہے۔"

"خطرناک کھیل رہا ہے۔" جیسے نے حیرت کا اظہار کیا.... پھر یک بیک زور سے ہنس

پڑی.... ہستی ہی رہی حتیٰ کہ شاہد نے جھنجھلا کر اس کے کمال نوپے شروع کر دیئے۔
 "اور.... ہا.... ہا...." بقیہ اسے دھکیلتی ہوئی بولی.... "ہو سکتا ہے کہ وہ تہہ راہ گیت ہو۔"
 "کیا کو اس ہے...."

"مجھے یقین ہے تہہ راہ کی حرکتیں عجیب ہوتی ہیں...."

"شٹ اپ...."

"کیا وہ جھکی نہیں ہیں۔ کیا انہیں لوگوں کو ختم کر دینے کا خط نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے یہ سب
 کچھ انہیں کے ایما پر ہو رہا ہو.... ورنہ کوئی آدمی اتنا ذمیت نہیں ہو سکتا جتنا وہ بد م ہے...."

"اسے کسی سر سلطان نے بھیجا ہے۔" شاہد بڑبڑائی....

"سردار داراب کی پوتی کے لئے سروں اور لوہوں کے رشتے ہی انہیں گے۔"

"تم نہیں سمجھتیں.... خضول کو اس مت کرو۔" شاہد پھر جھنجھلا گئی۔

"میں کیا نہیں سمجھتی۔ سب کچھ سمجھتی ہوں۔"

"کیا سمجھتی ہو....؟"

"وہی جو بتا چکی ہوں۔"

"تم احمق ہو...."

"احمق ہونے سے میری کیا ہوئی بات میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔"

"ختم کرو اب یہ تذکرہ.... ورنہ میں تمہیں مار بیٹھوں گی۔"

"جب تک تم چھوڑو والی بات نہیں بتاؤ گی۔ گلو غلامی نہیں ہو گی۔ سمجھیں...."

"چلو.... اندر.... سردی بڑھ رہی ہے۔"

"نہیں جاؤں گی اندر...." بقیہ اسے اپنی طرف کھینچتی ہوئی بولی "مجھے بتاؤ چھوڑو کے

بارے میں۔"

"اے خدا کے لئے.... تم چلو تو اندر.... بتاؤں گی لیکن تم اس کا تذکرہ کسی سے نہ کرو

گی.... مجھے تو اس میں کوئی خاص بات نظر نہیں آتی.... بابا نہ جانے کیوں اسے چھپا رہے ہیں۔

انہوں نے کسی سے کچھ نہیں بتایا۔ میں چونکہ اس وقت وہیں موجود تھی۔ اس لئے مجھے علم

ہو گیا۔ ورنہ مجھے بھی خبر نہ ہوتی۔"

"کس بات کی خبر نہ ہوتی۔"

"بس اندر چلو.... یہاں نہیں...."

وہ دونوں پائیں ہانگ سے عمارت میں چلی آئیں.... طویل راہداری سے گذرتے وقت

پہیں ایک جگہ رک گئی....

"چلو یہاں سے.... کھٹکھٹکی.... شاہد اسے دھکیلتی ہوئی آہستہ سے بولی۔ "اگر بابا کی نظر

مجھ کو محسوس ہو کر کریں گے۔"

لیکن بقیہ وہاں سے نہ ہٹی.... وہ سامنے والے کمرے میں سردار داراب اور عمران کو

خبر لگنے دیکھ رہی تھی.... دفعتاً سردار داراب چنچا۔ "ہائیں.... ہائیں.... یہ کیا کر رہے

ہیں۔ بیدل ہے صاحبزادے۔"

"گھوڑا ہے...." عمران نے اس کا سر ہینٹ کر ایک طرف ڈالتے ہوئے کہا۔

"پاگل ہو گئے ہو تم.... بیدل سے ڈھائی گھر پر سر ہینٹ رہے ہو...."

"بیدل نہیں گھوڑا ہے...." عمران نے پھر اسی انداز میں کہا....

"آپ چال چلے...."

"کیا تہہ راہی آنکھیں کمزور ہیں۔ دکھائی نہیں دیتا۔" سردار داراب جھلا گیا۔

"بالکل ٹھیک ہیں آنکھیں.... دکھائی دیتا ہے۔"

"یار.... تم آدمی ہو یا...." سردار داراب سر اٹھا کر چاروں طرف دیکھنے لگا.... دفعتاً اس

کی نظر بقیہ پر پڑی اور وہ ہاتھ ہلا کر بولا۔ "یہاں آؤ.... یہاں آؤ.... بقیہ.... شاہد...."

یہ لڑکا پاگل ہو گیا ہے۔"

"دیکھا تم نے.... خدا غارت کرے۔" شاہد بڑبڑائی۔ پھر انہیں کمرے میں جانا ہی پڑا۔

سردار داراب پچھلے سال کا ایک صحت مند بوڑھا تھا.... مونچھیں گھٹی اور اوپر کو چڑھی

ہوئی تھیں۔ خورزی پر قہوڑے سے بال۔ ایک ننھی سی نوکیلی فرنگ کٹ ڈازمی بناتے تھے البتہ

اس کی آنکھیں ضرور کمزور تھیں.... بینک کے دبیز شیشے کی ظاہر کرتے تھے۔

اس نے ہاتھ ہلا کر بقیہ سے کہا۔ "ذرا دیکھنا.... یہ صاحبزادے اسے گھوڑا فرماتے ہیں۔"

بقیہ بساط پر جھک گئی۔ پھر سیدھی کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔ "آپ کا خیال درست ہے۔"

"دیکھو۔" سردار داراب عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"دیکھ لیا۔" اس نے جواب دیا پھر اچانک ان دونوں کی طرف مڑ کر بولا "کیا بات ہے؟ میں

دو آدمیوں کے کھیل میں دوسروں کی دخل اندازی نہیں پسند کرتا۔"

"مخل کے باغ میں...." بوڑھا جڑ گیا۔ "تم عجیب آدمی ہو۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اس

بیدل کو ہٹا کر میرا سر ہینٹ یہاں رکھ دو۔"

"آپ خولہ تھو لو اپنی بات منوانا چاہتے ہیں۔" عمران نے بھی جھلپٹ کا مظاہرہ کیا۔ "آپ

کو خود بخود میرے گھوڑے کو بیدل بنانے سے کیا اٹھ جائے گا۔

"یہ گھوڑا نہیں بیدل ہے۔" بقیس بول پڑی۔

"میں آپ سے نہیں پوچھ رہا۔ میں نے آج تک کوئی ایسی عورت نہیں دیکھی جو خطرناک کھیل ہو یا حد جتنا ہو۔ اس لئے آپ کی بات کی کیا سند ہو سکتی ہے۔"

"آپ کریک ہیں۔" بقیس نے کہا۔

"میرے آؤ۔۔۔۔۔" سردار داراب میز پر ہاتھ مار کر اچھلا۔ "کریک بالکل مناسب لفظ ہے۔"

"کیا مناسب ہے۔" عمران نے براہ راست ہٹا کر کہا۔

"یار کیوں بازی چھٹ کر رہے ہو۔۔۔۔۔" سردار داراب اٹھا کر بولا۔

"ظہر ہے۔۔۔۔۔" عمران کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر کچھ ٹٹولتے لگے پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ صوبہ شیشے سے اس میرے گھوڑے کو دیکھ رہا تھا جس کے متعلق سردار داراب کا دعویٰ تھا

کہ وہ بیدل ہے۔ آخر کچھ دیر بعد اس نے باوجود اس انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "آئی ایم سوری۔"

یہ یقیناً بیدل ہی ہے۔

"اوہ۔۔۔۔۔" سردار داراب ہونٹ سکڑ کر رہ گیا۔

یہاں سے کھیل دوبارہ شروع ہوا شاید بقیس کو شو کے بار بار کر وہاں سے چلنے کا اشارہ کر رہی تھی۔ لیکن بقیس اس سے من نہ ہوئی۔ آخر شاید بھنبھلا کر تیار واپس چلی گئی۔ بقیس کرسی کھینچ کر میز کے قریب بیٹھ گیا۔

"بنہو بنہو۔۔۔۔۔" سردار داراب چونک کر بولا۔

"مگر۔۔۔۔۔ خیر۔۔۔۔۔ آپ شہ پہنچے۔۔۔۔۔ جناب۔۔۔۔۔" عمران دہڑا۔۔۔۔۔

"کہاں سے شہ پڑ رہی ہے۔۔۔۔۔" سردار داراب اسے تعجب سے نظروں سے دیکھنے لگا۔

"یہاں سے۔" عمران نے ایک میرے کی طرف اشارہ کیا۔

"کیا میں اپنا سر پیٹ ڈالوں؟" سردار داراب اس کی آنکھوں میں دیکھا ہوا بولا۔

"پیٹ ڈالو۔۔۔۔۔" عمران اس طرح سر ہلا کر بولا جیسے جو شاعر چنے کا شور مچا رہا ہو۔

"کس طرح شہ پڑتی ہے؟ مجھے بتاؤ نا۔۔۔۔۔"

"اس ٹیل کی شہ۔" عمران نے لا پرواہی سے کہا۔

"یہ ٹیل ہے؟" سردار داراب سوالیہ انداز میں دہڑا۔

"اپنی طرف تو ٹیل ہی کہلاتا ہے۔۔۔۔۔ اگر آپ کی طرف شہ کہتے ہوں تو چلے ہی سکی۔"

"دفعتاً بقیس نے عمران کی جیب میں ہاتھ ڈال دیا اور اس میں سے صوبہ شیشہ نکال کر

تے ہاتھ میں دیتی ہوئی بولی۔۔۔۔۔" نظر جانی کیجئے۔"

"شکریہ۔۔۔۔۔" عمران نے کمر دے لے لے میں کہا اور صوبہ شیشے سے میرے کا ہاتھ لینے لگا۔

دیر بعد بولا۔ "آئی ایم۔۔۔۔۔ سوری۔۔۔۔۔ سنر۔۔۔۔۔ یہ واقعی ٹٹو۔۔۔۔۔ گھوڑا ہے۔"

"میں کرواب کھیل چکے تم۔۔۔۔۔" سردار داراب باخوشوار لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

"یہ حقیقت ہے کہ آج تک طرح میں کوئی بھی میرے آگے نہیں نکلا سکا۔"

"اے بے شک کھیل میں کون ظہر ہے گا۔"

"کیا فرمایا آپ نے۔ میں بے شک کھیل ہوں!" عمران بکڑ گیا۔

"نہیں بڑے شک سے کھیلے ہو۔ کبھی بیدل گھوڑا ہو جاتا ہے اور کبھی گھوڑا ٹیل۔۔۔۔۔"

"میرے جناب! اچھے اچھوں سے غلطی ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ بات دراصل یہ ہے کہ میرے

دوسرے دوسرے قسم کے ہیں۔ یعنی ٹیل پر اونٹ کی شکل بنی ہوئی ہے۔ گھوڑے پر ٹٹو

روشن پر ہمو ہالا کی۔۔۔۔۔ وزیر پر بھوک کی۔۔۔۔۔ ہادشاہ پر اڑکی اور بیدل پر شاہ فاروق کی۔۔۔۔۔

تو کہنے کا مطلب یہ کہ آپ کے میرے دوسری قسم کے ہیں مجھے دھوکا ہو سکتا ہے۔"

عمران میں بقیس بے تحاشہ ہنسی رہی تھی۔

"اب تک عمران اس پر بکڑا تھا۔" آپ کیوں نہیں رہی ہیں۔ کیا میں ہوں۔۔۔۔۔"

"جی ہاں۔۔۔۔۔" سردار داراب نے ہاتھ ہلا کر کہا۔ "چال چلو اس بازی سے میرا دل اٹا گیا ہے۔"

عمران براہ راست ہٹائے ہوئے بسا کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔۔۔ اور بقیس وہاں سے اٹھ کر

ان کے ٹیل دوڑتی ہوئی شاہدہ کے کمرے میں آئی۔ وہ بستر پر جا چکی تھی۔۔۔۔۔ بقیس کو اس طرح

سے میں داخل ہوتے دیکھ کر اٹھ بیٹھی مگر بقیس نہیں رہی تھی۔

"کیا بے ہودگی ہے۔۔۔۔۔"

"کوہ۔۔۔۔۔" بقیس اس کے چہرے کے قریب انگلی چپا کر بولی۔ "میرے تمہارا منگیترا بڑا

بٹ آدمی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تمہارے بابا جیسے آدمی کا بھی منفر کھا جائے گا۔"

"خاموش رہو اور بیٹھ جاؤ۔" شاہدہ نے ٹھکاندے لہجے میں کہا۔

"بچو۔۔۔۔۔" بقیس انگلی اٹھا کر بولی۔

"میں کہتی ہوں وہ کسی کی شرارت ہی تھی۔ بابا خواجہ خواجہ اسے اہمیت دیتے ہیں۔"

"کب تم پوری بات ڈھنگ سے بتاتی ہو یا میں تمہارا گھونٹ دوں؟" بقیس نے چڑ کر کہا۔

"میں ذرا سی بات ہے۔" شاہدہ نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "تم جانتی ہو کہ بابا بہت

ات سے سگار پیتے ہیں خصوصاً مطالعہ کے وقت تو قریب قریب سگار ان کے ہونٹوں ہی میں

دیا رہتا ہے۔ ایک ختم ہوا انہوں نے دوسرا لگایا۔ سگار کا ڈبہ میز پر ہوتا ہے اور کتاب پر نظر جمائے ہوئے اسے ٹول کر کھولتے ہیں اور سگار نکال کر اگلیوں میں دہا لیتے ہیں۔ آج سے ایک ہفتہ پہلے کی بات ہے وہ لاہوری میں کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے جس میں بھی وہیں موجود تھی۔ وہ شاید سگار کا ڈبہ اپنے کمرے ہی میں بھول آئے تھے۔ جیسے ہی ان کے ہاتھوں میں دہا ہوا سگار ختم ہوا انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں سگار کا ڈبہ ان کے کمرے سے اٹھا لاؤں۔

شاید خاموش ہو کر کچھ سوچتے گئے۔ ویسے اس کی آنکھیں بھی غبار آلود ہو چلی تھیں۔ بار بار جھکتی ہوئی پگھوں پر خند کا دباؤ صاف نظر آ رہا تھا۔

”پھر کیا ہوا؟“ بلقیس نے اسے ٹوکا۔

”ہوں۔ میں سگار کا ڈبہ لے کر لاہوری میں واپس آئی پھر بابا نے مجھے سے ایک سگار نکالنے کو کہا۔۔۔ مگر جیسے ہی میں نے ڈبہ کھولا میری چیخ کسی طرح نہ رک سکی۔۔۔ ڈبے میں پانچ بڑے چھوٹے۔ بابا میری چیخ سن کر اچھل پڑے اور پھر انہوں نے بھی پچھوؤں کو دیکھا۔ ان کے چہرے پر حریف حیرت کے آثار تھے وہ کچھ دیر تک خاموش رہے پھر انہوں نے کہا کہ میں اس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کروں۔“

”بڑی عجیب بات ہے۔“ بلقیس کی پیشانی پر کھنکھیں پڑ گئیں۔ ”آخر وہ ڈبے میں پچھو کیے پانچ کے ہوں گے اور پھر ایک دو بھی نہیں پورے پانچ عدد۔۔۔ مگر بابا نے کسی سے اس کا ذکر کرنے کی ممانعت کیوں کر دی ہے۔“

”خدا جانے۔۔۔“

”پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سگار کے ڈبے میں پچھو رکھنے والا چاہتا کیا تھا۔ اگر کہا جائے کہ بابا کے کسی عزیز نے یہ حرکت کی ہوگی تو یہ سوچنا پڑے گا کہ اسے اس سے کس قسم کا نتیجہ برآمد ہونے کی توقع تھی۔۔۔ اگر کوئی بابا کی دولت کے لئے۔۔۔ نہیں یہ خیال بھی فضول ہے۔۔۔ اس صورت میں پچھو کی بجائے ساپ رکھا جاتا۔۔۔ پھر۔۔۔؟“

”پھر میں کیا بتاؤں۔۔۔ اور اب یہ آدمی۔۔۔ اس کے پاس بھی سگار ہی کے ڈبے میں پانچ پچھو موجود ہیں اور یہ بابا کا بچہ دریافت کرتا ہوا یہاں تک پہنچا تھا۔۔۔“

”ظہر۔۔۔“ بلقیس ہاتھ اٹھا کر بولی۔ ”دو باتیں میری سمجھ میں آ رہی ہیں۔ یا تو پچھو بابا نے رکھے تھے۔۔۔ یا تم نے۔“

”کیا کچھ ہو۔ ہم لوگ کیوں رکھے گئے۔“ شاید نے ناخوشوار لہجے میں کہا۔

”اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر مجھے پچھو کا مقصد سمجھاؤ۔ مطلب یہ کہ پچھوؤں کو جس نے

ی ڈبے میں رکھا ہوگا۔ کچھ سوچ سمجھ کر ہی رکھا ہوگا۔“

”اسے تو تم نے بحث کیوں جھڑپی اسی لئے میں نہیں بتانا چاہتی تھی۔۔۔“

”تو کیا تمہیں افسوس بھی نہ ہوتا اگر بابا کے ہاتھ میں پچھوؤں کے ڈبک لگ جاتے۔“

”افسوس کیوں نہ ہوتا۔۔۔؟“

”پھر تم اس قصے کو پھیلنے سے کیوں روکتی ہو۔ کیا بابا نے اس کی اطلاع پولیس کو دی تھی؟“

”خدا جانے۔ مجھے علم نہیں ہے۔“

بلقیس تھوڑی دیر تک سوچتی رہی پھر بولی۔ ”کچھ بھی ہو۔ یہ آدمی ہے دلچسپ۔۔۔ پتہ

میں جیٹکا احمق ہے یا دوسروں کو اٹھانے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔“

”ختم کرو۔۔۔“ شاید ہاتھ اٹھا کر جمائی لیتی ہوئی بولی۔ ”مجھے خیر آ رہی ہے۔“

”خدا کرے یہ تمہارا منگیتری لگے۔۔۔ بابا سے کچھ بعید نہیں ہے۔“

”شٹ اپ۔“ شاید نے کہا اور لٹ کر چادر کھینچی۔

(۳)

سرور داراب ظفر خج کے مہرے سمیٹ کر میز کی دراز میں رکھ رہا تھا۔ ساتھ ہی بڑا ڈاٹا لیا جا رہا تھا۔ ”ظفر خج کھیلنے کے لئے مغز چاہتے ہر کس دنا کس کے بس کا روگ نہیں۔ تم کب سے ظفر خج کھیل رہے ہو۔“

”ڈھائی سال کی عمر سے۔۔۔“ عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

”نہیں میں نے تو سنا ہے کہ تم بساط بھل میں دہاتے ہوئے پیدا ہوئے تھے۔“ سرور داراب نے براسمانہ بنا کر کہا۔

”سنی سنائی باتوں پر یقین کرنا قطعی حماقت ہے۔۔۔“ عمران لہجے کی سنجیدگی پر قرار رکھتا ہوا

”بچپن میں میں نے سینکڑوں ایسی باتیں سنی تھیں، جواب تک غلط ثابت ہو رہی ہیں۔“

سرور داراب اسے چند لمحے گھورتا رہا پھر بولا۔ ”کیا سر سلطان نے تمہیں یہ نہیں بتایا تھا کہ

کون ہوں۔“

”میں نے پوچھنے کی زحمت ہی نہیں گوارہ کی کیونکہ میں جانتا ہوں وہ سو فیصد ہی خاص سر

سلطان ہیں۔“

”میرے حلق۔۔۔ میں کون ہوں۔“ سرور داراب جھلاہٹ میں اپنے سینے پر ہاتھ مارتا

"اے آپ سر دارداراب ہیں۔ مجھے یقین ہے۔ اور یہ اس صورت میں یہ ہیں۔
 نہ ہو تب تک میں آپ کے ساتھ شطرنج بھی کھیل چکا ہوں۔"
 "کیا مطلب؟"

"سر سلطان نے کہا تھا کہ سر دارداراب کو شطرنج کھیلنا نہیں آتا۔"
 "سر سلطان نے کہا تھا؟"

"جی ہاں۔"
 "سر سلطان کی ایسی کتنی تھی؟ سر دارداراب اچھل کر مڑ رہا تھا۔"

"آپ تشریف رکھیے۔" عمران بڑی محسوسیت سے سر ہلا کر بولا۔

"یہ مطلب یہ تھا کہ سر سلطان نے درست نہیں کہا تھا۔ آپ کا میں تو بڑا
 دوست ہوں۔"

سر دارداراب ایک جھٹکے کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"تو قوی، یہ تک عمران کو غور تو رہا۔" یہ انہوں نے کہ سر سلطان ب "خیر" نے۔
 "خدا جانے۔" عمران نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "کتے تو ہیں انہوں نے کہ میں
 تیری شادی کرنے والا ہوں۔۔۔۔"

سر دارداراب پھر اسے گھورنے لگا۔

"کیا آپ ہاتھ اور پوچھنا چاہتے ہیں؟" عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں سر سلطان نے جنہیں یہاں کیوں بھیجا ہے۔۔۔۔؟"

"میرے خدا۔۔۔۔" عمران نے حیرت کا اظہار کیا۔ "کیا آپ کو نہیں معلوم؟"

"میرے سوال کا جواب دو۔"

"انہوں نے کہا تھا کہ مجھے آپ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے فرائض انجام دینے ہیں۔"

سر دارداراب حیرت سے انہیں دیکھتا تھا۔ "ملاقات پر غور کرو۔" میں آج کل پتہ نہیں چلا۔
 رہا ہوں۔ پانچ پچھو جو پھر نمونہ مجھے سر سلطان سے ملے ہیں۔ شاید آپ ان سے
 ملے۔۔۔۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔۔۔۔"

"تم میری کر رہے ہو؟" وہ اپنا اوپری ہونٹ بھیج کر بولا۔

"جی ہاں۔۔۔۔"

"تو یہ میری اسکاروں کا خیرات خاندہ نہیں ہے۔۔۔۔"

"احول و اوقاف کیا میں۔ سلطان کو مجھ کا بھی سمجھ میں ہے۔" عمران نے اس سے بڑا کر بولا۔
 "انہوں نے کہا تھا کہ مجھے اس خیرات خاندہ کی فہم کی بھی کر لی پڑے گی۔"
 نہ جانے میں سر دارداراب کی "تمہیں کھیل آتیں۔" نے اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔
 اس آواز سے کیا پتا چلا۔۔۔۔"

سر دارداراب ان آدمیوں میں سے تھا جو ناک پر مٹی بھی نہیں ڈھکتے۔ اس طرف میں
 اس کی کئی قینچیاں تھیں جو وہ چھپ چھپ کر آوی تھا سوکے اس سے گفتگو کرتے وقت ہاتھ لگاتے تھے
 وہ کرکے بھی قہ عام آدمی اس سے اترتے تھے معلوم نہیں وہ سب کیا دیکھتے تھے۔

"خدا کرے کہ اس سے اٹھ کر رہوں۔" عمران نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یہ بہت مشکل ہے۔"
 "آئی یہ سوری۔" جنہیں "عمران نے خشت بچہ میں کہا۔" یہ بہت مشکل ہے۔
 درخت خارجہ کے سیکرٹری کا حکم تھا کہ مجھے یہ خانہ میں داراب نیسل کی حد میں ہی رہنا ہو گا۔"
 "کیا تم یہ چاہتے ہو کہ۔۔۔۔ میں قتل ہو جاؤں۔"

"انہ۔۔۔۔" عمران بہت سی طرف ان کی خاطر بولا۔ "یہ اسب لاسب ہے۔ اگر سگار
 کے آگے سے پھوڑا آدہ ہو سکتے ہیں۔۔۔۔ تو میرے سگریٹ کس سے ہوئی جلا۔۔۔۔"

"شٹ اپ!" سر دارداراب میرے رول اٹھا کر دھڑل "ٹکڑا"۔۔۔۔

"پندہ مارنا تو اس کی تھی۔ تمہارے ہاتھ میں وہ نہیں آتا۔" اب عمران
 تارنگ سے پہلے تمہاری کھوپڑی میں سو رن بھی ہو سکتا ہے۔ سر دارداراب۔۔۔۔"

سر دارداراب کا ہاتھ مو ہاتھ اس طرف نیچے کر گیا جسے لینا کہ شاک کا جو۔

عمران خاموش ہو کر اس کے چہرے کا جائزہ لینے لگا۔ اس نے سر دارداراب دیکھ کر وہی سب جانتا
 تھا۔ اس کی طرح سب نے نظر آدہ تھا۔ اس کے ہاتھ سے۔۔۔۔ "اب اس کی" انہوں
 میں ایک معنی تھا کہ یہ سب سب اس کی تھی۔ اس نے پوچھنے کے لئے ہواٹ ہارے۔ "چ
 خاموش ہی رہا۔"

"اور سر دارداراب صاحب! عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔" پچھوں کا مقصد یہ ہے کہ میں تھا۔

یہ دیکھ کر آپ انتظار کرنے کے قابل نہ رہیں انہیں تھوڑے سے اوتار چھوڑا۔ اس کی

خواب غل تھی تھی اس نے اس میں جڑنے کے لئے پچھوں کا تھوڑا سا ہوا تھا۔ یہ اور کا کرکے

انہوں نے اس کی موت دیکھا ہوئی۔ وہ اس کے لئے اس کا مقصد تھی یہ کہ میں وہ سب کی موت

دیکھنے کی سے کوئی خاص دلچسپی نہ ہو۔"
 "کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ مقصود صرف یہی ہو کہ آپ کا ہاں ہے پر وہ محتاج نہ کر سکیں۔"

سرور دوارب ایک طویل سانس لے کر بیٹھ گیا۔ ٹھیک اسی وقت ایک بلا چلا۔
آوی کمرے میں داخل ہوا۔

"ہاں! کیا بات ہے....؟" سرور دوارب نے گھور کر پوچھا۔

"شمال شرق کی طرف روشنی کا ایک ہلکا سا صوبہ نظر آ رہا ہے جناب۔"

"چرا؟" سرور دوارب کا لہجہ اس کی بات سے بچے کے بچے کی طرح تھا۔
حیرت انگیز اطلاع ملی ہو۔

"جناب! وجہ سے جتنے بے رنگ کی شے میں ہی چھوٹی نظر آ رہی ہیں۔"

"مگر! آج چاندنی رات میں مجھے ایسی کوئی اطلاع دے رہے ہیں؟" سرور دوارب نے پوچھا۔
ہوا بولا۔ "یا تمہیں یقین ہے کہ اس دور میں تمہاری حیاتی ضرورتیں نہیں ہوتی۔"

"میری حیاتی سو فیصدی محفوظ ہے جناب۔"

"پھر بھی چاندنی رات میں۔۔۔"

"آپ خودی تکلیف فرما کر دیکھ لیں۔"

"ہاں! ابھی چلا۔" سرور دوارب نکتہ ہوا بولا۔ اسی کے ساتھ عمران بھی نکلے۔

"تم سبیں میرا انتظار کرو!" سرور دوارب نے اس سے کہا۔

"آپ کہاں تشریف لے جائیں گے؟" عمران نے پوچھا۔

"اپنی آندرونی میں۔ مجھے سہروں سے دلچسپی ہے۔"

"سہروں سے؟" مجھے بھی ان سے ملش ہے۔ سہروں سے۔۔۔"

طویل سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

"مگر تم سبیں بیٹھو۔" سرور دوارب اسے دوبارہ متعجب کر دیا۔

عمران نے دوارب کی کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ نوچا مینا دیکھا تھا۔ شہ
بڑا بڑی کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔ ویسے میں نہ سمجھتا تھا کہ اس کی کیا
پر آندرونی کا گمان بھی ہو سکتا۔

عمران چند سے چند سوچتا رہا۔ پھر اٹھ کر طویل راہداری طے کرتا ہوا یہاں پہنچا۔ اس نے کہا
پائین باغ پر چاندنی کھیت آ رہی تھی۔ سرور دوارب اس کے لئے سانس لے کر
یہاں سے بیٹھ کر روشنی کی بجائے روشنی تھیں۔ انہوں نے معلوم کیا تھا کہ اس کے
ابھی زیادہ وقت نہیں ملے گا۔

رات میں روشنی نہیں تھی!۔۔۔ عمران کھڑا لگیں جھپکا رہا۔۔۔ وہ سوچ رہا تھا کہ پوری
رہ کا ہاں دست بنے گا۔ شروع سے اس نے سوچا تھا کہ رات میں وہ قریب آ رہا

تھا۔۔۔ پھر ویسے لہا آدمی اسے قابل احقر نہیں مضمون ہوا تھا۔۔۔ اس کی جھٹی حسرتے

یہی سن کر اس میں کھڑکھڑاہٹ تھی۔ اس نے چہرے پر مسکراتے ہوئے ہاتھ دھوئے۔

میں وہ ایک نہ خود۔۔۔ شہر کا آدمی مضمون ہوا تھا کہ اس کی "تکلیفیں" جو ہیں۔ اس کے

یہ سب رات میں اس کے تکیے پر تھوڑے بہت تھیں۔ اس نے رات میں اس کی

سے بچنے کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

عمران نے رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی رات میں اس کی

گھور کر کہنا شروع کیا۔ رنگت گوری چہرہ کوں ٹھوڑی میں خفیف سا زخم تھا۔
 بڑی ہونٹ بڑے ہونے تھیں فل پھل ہاں ہاں قد متوسطت ہوا۔ پیر
 ہاں گھر میں آتے توں ہر حال کا مجھے بات بات پر غصہ تھا۔ ناگوار تھا۔
 پھر کراہا۔ شاید کچھ بچہ تھی منٹ پرست ہو جائے گا۔ یا تو یہ حال ہو چکا ہو۔
 "اگر وہ اب بول دے مت تو کوئی غیبت۔" اہل رشتہں "چھا چھا۔"
 "وہ مال کی طرف کیونکر رہا؟" چلا۔ "وہ تو۔"

تو اس نے قریب آئے۔ اور اس نے اس کی طرف اشارہ کیا۔
 "نہیں سر۔۔۔۔۔" عمران نے مانتا تھا میں نے کہا!

"تم وہیں کیا کر رہے ہو۔۔۔۔۔" دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز آئی۔

"فی الحال۔۔۔۔۔" صبر کر رہا ہوں۔ اور یہ کہ جب یہاں سے واپس آؤں گا تو مجھے یہاں
 کھوپڑی تھوڑی دیکھ جائے گا کہ چھوٹی چھوٹی یا صرف کھوپڑی کی وہی سوانی ہے۔"
 "عمران! بیچیدگی سے کام کرو!۔۔۔۔۔"

"سنجیدگی سے یہاں کام سوناتا ہے اس مجھے کاپر ٹینڈنٹ لینڈنگ فوٹس ہے۔"

"تکواس نہیں۔۔۔۔۔" تم سرور واراب کو قصہ دلائے بغیر بھی کام کر سکتے ہو۔"

"میرے لیے یہ ہو گیا جتنا ہے۔" عمران نے مفہوم سمجھ میں لیا۔ "جس سے یہاں
 ہوں خود بخود چلا چلا کر لے لے جاتا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ میں باطل ہی پر ہوں۔"
 "نظر کرو۔۔۔۔۔" ہو سکتا ہے کہ یہ موقع یہاں سے غلط خارجہ سے تعلق رکھتا ہو۔ یا نہ ہو۔
 سمجھ گئے ہو گئے۔"

"جی ہاں آپ مطمئن رہتے ہمارے آپ کے حسب مشاہدہ۔۔۔۔۔ مگر۔"

"مگر وہ کچھ نہیں۔۔۔۔۔" بس! دوسری طرف سے آواز آئی!

"آپ کو کچھ کہنا ہے؟" عمران نے دیکھا تو اس پر ماتھ رکھا۔ سرور واراب سے یہ پوچھا
 "نہیں۔۔۔۔۔"

"ہیلو۔۔۔۔۔" اور کچھ کہنا ہے آپ کو!"

"نہیں! ذمہ سے کام کرو۔۔۔۔۔"

"شب بخیر۔۔۔۔۔" عمران نے کہا اور زیور رکھ دیا۔

لب وہ سرور واراب کی طرف اس انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے وہ حیرت انگیز ہو!

وہ اس کے ساتھ ساتھ چلا جاتا تھا۔ یہ جہاں سے یہاں بھی نہیں تھا۔

تو اگر تم سے میں غل یہ ہو رہا ہے۔ اور اب سے میں نے صرف ٹھکانے سے ملے ہیں۔
 "نہیں ان کے کمروں میں لے جاؤ۔۔۔۔۔"
 عمران شب بخیر کہتا ہوا نوکر کے ساتھ ہوا!

(۴)

دوسری صبح میں نے کام شروع کر دیا۔ عمارت بہت وسیع تھی اور میں نے وہاں
 پہلے میں ایک نہیں آئی تھی۔ میں نے اس کے متعلق بھی کچھ نہ سمجھا
 حاصل ہو گیا۔ وہ ایک عمارت تھی جس کے اندر کئی مقبوضہ تھے۔ ان میں سے
 تھا۔۔۔۔۔ لپٹے ملازموں سے اچھا براؤ کرنے والا ان کے دکھ درد میں شریک ہونے والا۔۔۔۔۔
 ان کی آواز میں کا خیال رہتا تھا۔ "قرب و جوار کی تہاؤں کی عمارت میں ان کی منوں
 حسان تھیں۔" اس نے ان کے کئی شے خانے قلمتے۔ اس سوال جواب تھے۔
 "کیوں کا ایک کالج واراب کیسل کی ایک عمارت میں تھا!"

واراب کیسل کی تہاؤں بھی مجھے خاصی تھی! یہاں واراب کی کیسل میں نے ٹھکانے
 انہوں سمیت مقیم تھے! خود واراب سے بھی ملازموں کی تعداد بھی کم نہیں تھی! کالج کے
 اساتذہ کی تھیں استاتذات بھی تھیں رستی تھیں! مشرقی سرے پر یہ چھوٹی سی عمارت تھی۔
 حال سرور واراب کا شمار نجیب رہتا تھا۔ وہ امریکہ سے پارسنگ سرور کی کیسل کے

آیا تھا واراب یہاں پارسنگ سرور کی کیسل کی تہاؤں کے قیام کے وجوہات پر مبنی
 تھا۔ فی الحال اس کے مشرقی سرے کی عمارت میں مقیم تھے۔ یہاں پر ایک تھوڑی سی قرعہ کھا
 تھیں۔ وہی تھی! اس عمارت کے ایک حصے میں دو رشتہ بھی تھے۔ اس کے متعلق میں نے
 معلوم ہوا تھا کہ وہ واراب اساتذہ بالکل پسند نہیں کرتے۔ اس کے تعلقات بھی ناگوار نہیں
 تھے۔ لیکن یہ واراب سے تعلق۔ مجھے نہیں تھا کہ اسے اس کی کیسل کی عمارت سے ہی نہیں
 تھا۔ عمران نے اسے نجیب سے بھی ٹھوڑی دیر گفتگو کی تھی! اور اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ
 خود سرور واراب کی طرف سے برے خیالات نہیں رکھتا تھا۔ نجیب یہاں صحت مند تھا۔ مگر
 عمل و صورت کا آدمی تھا۔ ہڈیوں چوڑی اور قوی مضبوط عضلہ لیکن اتنی قہر سے وہ عمران
 سے بیٹھ ہی نظر آیا کہ کچھ پلاسٹک سر جری ہر وقت اس کے سر پر سوار رہتی تھی!

سرور کے خیموں میں میں نے غیر ملکی بھی تھے! ایک جڑی، ایک آبی اور ایک بیانیہ میں

بہن کی وجہ سے آج چارم...

"میرا خیال ہے کہ محض دو گے یہاں میرے، شہنشاہی ہوتے ہیں" "نہیں، اس سے پہلے ہوئے سانس سے کہہ رہا ہے۔"

"ٹھیک... اب آتے ہیں آپ رونوچ۔" "مرہان جیب سے نوٹ ایک نکال کر دیا۔"

"ظہر واکرم میں کسی کام نہ لوں گا کیونکہ یہ محض شہ ہے! ثبوت نہیں رکھتا۔"

"آپ ارپوک ہیں جناب!... مرہان نے چالے کے سے انداز میں کہا۔"

"تم بیوقوف ہو۔" "مرہان ارادہ ہڈا۔"

"میں اب متاثر نہیں ہو رہا ہوں" "مرہان نے شہنشاہی سے کہا۔" "یہاں سے..."

دل عطا کرے... خود دولت سے محروم رکھے۔"

"اسے قہر میں نہ لیتے، یہ میری محنت ہے۔" "مرہان نے کہا۔" "یہاں سے..."

پہلے رویت پتہ کا رہتا ہے۔

"یہاں سے..." "آپ یہی فراموش کیے کہ یہاں تو کوئی شہنشاہی ہے۔" "مرہان نے کہا۔"

"یہاں سے..."

مرہان اب ایک وقت خاموش ہو گیا۔ اس نے ہاتھ کہنے کی روشنی کی تھی بیان کرنے کی زیادتی اتحاد کی ترتیب میں خارج ہوئی اور وہ کچھ نہ بول سکا۔

"جناب!..." "مرہان نے ہاتھ مٹا کر کہا۔" "آپ کوئی اور بات تو فرماتے۔"

آگے بڑھنا تھا اس سلطان سے مدد حاصل کرنے کا ضرورت تھی۔

"محفل کی..." "مرہان نے کہا۔" "اس محفل سے پہلے میں نہیں رہا تھا۔"

"آپ کوئی اور فراموش نہیں کیا؟" "مرہان نے کہا۔" "آپ کوئی اور فراموش نہیں کیا؟"

کریں گے میں کچھ نہیں کر سکتا۔

"میرے کچھ اوصاف ہیں ان پر مبنی ہے کاروبار میں..." "مرہان نے کہا۔"

"پھر میں کیا کروں..." "آپ کوئی اور فراموش نہیں کیا؟"

"پھر میں کیا کروں..." "آپ کوئی اور فراموش نہیں کیا؟"

"پھر میں کیا کروں..." "آپ کوئی اور فراموش نہیں کیا؟"

"پھر میں کیا کروں..." "آپ کوئی اور فراموش نہیں کیا؟"

"پھر میں کیا کروں..." "آپ کوئی اور فراموش نہیں کیا؟"

"پھر میں کیا کروں..." "آپ کوئی اور فراموش نہیں کیا؟"

"پھر میں کیا کروں..." "آپ کوئی اور فراموش نہیں کیا؟"

"پھر میں کیا کروں..." "آپ کوئی اور فراموش نہیں کیا؟"

پہلے یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

(۵)

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

مرہان نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ مل جیتے پانچ تھیں۔

ہا میں! دونوں کی زبان سے ایک وقت لگا اور ان کی آنکھیں حیرت سے چل رہی تھیں۔
 "کیوں سے کوئی جواب نہ ملا! چند لمحے جواب کا انتظار کر کے عمران پھر بولا۔

"میرا خیال ہے کہ سردار کے علاوہ صرف آپ دونوں اس واقعہ سے واقف ہیں!"
 "کیا واقعہ ہے؟" شاہد نے پوچھا۔
 "بھڑوں والا واقعہ۔"

ان ہاں میں... "بھیس ملی۔"

"میرا خیال ہے کہ آپ دونوں کو سردار داراب سے بہرہ دی بھی ہوگی۔!"
 "آپ اس گفتگو کا مقصد بیان کیجئے!" شاہد نے کہا۔
 "گفتگو ختم ہو جانے کے بعد۔! فی الحال اگر آپ میں سے کوئی ایک صاحب میرے
 سوالات کا جواب دیتی رہیں تو میں مشکور ہوں گا۔"

"لیکن آپ کو مشکور ہونے کی تکلیف کیوں دی جائے!"

"کیونکہ سردار داراب کی زندگی خطرے میں ہے۔"

"کیا؟" شاہد بے ساختہ اٹھل چڑی۔

"جی ہاں! عمران مغموم انداز میں سر ہلا کر بولا! "میں غلط نہیں کہہ رہا۔"

"میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اس بات پر یقین نہیں کیا ہے۔" شاہد نے کہا۔
 ہاتھ ہیں!"

"میرا مطلب یہ ہے کہ سردار داراب سے کوئی بات معلوم کر لینا آسان کام نہیں ہے
 ویسے یہ دوسرے صاحب کون تھے۔!"

"لیوں چوڑ۔! میں ہاں ملائے والے! "بھیس نے جواب دیا۔

"یعنی وہ سردار صاحب کے کوئی عزیز نہیں ہیں!"

"نہیں۔!"

ان ہاں میں یہ سب باتیں سن کر عمران نے غصہ سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 میں جانتا ہوں کہ ایسے مواقع پر اس قسم کی باتیں مہلک ثابت ہوتی ہیں!"
 "میں نہیں سمجھی!" شاہد بولی۔

"سردار داراب کسی پر شبہ ظاہر کرنے کے لئے تیار نہیں!"

"آہا... ٹھیک ہے!" شاہد نے سر ہلا کر کہا "بابا اپنے اس اصول پر سختی سے کاربند ہیں۔"

بھیس کی مدد تک جڑ جائے اسی صورت میں شبہ کا اظہار کیا جائے، ورنہ نہیں!"
 "یقیناً آنے سے قبل ہی ان کی گردن کٹ جائے تو۔!"

ان ہاں میں... "آپ نے کیا فرمایا؟"

"میں یہ باتیں نہیں کر رہا۔! آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کس پر شبہ کر رہی ہیں!"
 "میں کس پر شبہ کروں گی جب کہ اس حرکت کا مطلب ہی نہیں سمجھ سکی!"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

ان ہاں میں... "میں نے کیا فرمایا؟"

"خوفت میں یقیناً تقریریں ہوں گی، مہمان کا مطلب یہی ہے" شاید وہ نے کہا۔
 "جب میں یقیناً ہوا کروں گا!" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔
 پاپے ختم کرنے کے بعد وہ ٹھٹھکے عمران نے بہت چارہ کھا ہوا تھا وہ غیر معمولی طور پر
 چمکنے پائے! لیکن سردار وارلب نے اسے مجبور کر دیا۔

وہ نے کہا: "میں نے بہت موقع درمیان میں رہا گا میں تمہیں پہنا رہا ہوں۔" لیکن
 "ثبیت سے رہا میں اس کا۔" میرا مطلب یہ ہے کہ ان مہمانوں کے ساتھ رہا ہے۔
 "تو آپ دوسروں پر بھی ظاہر کرتے رہے ہیں کہ آپ کا پورا بیوی بچہ سیکرڈی ہو گیا۔"
 "تو آپ دوسروں پر بھی ظاہر کرتے رہے ہیں کہ آپ کا پورا بیوی بچہ سیکرڈی ہو گیا۔"
 اپنے کام میں دشواریاں پیش آئیں گی!"

"اگر آپ چاہیں تو منٹوں میں یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے!"

"میں نہیں سمجھتا۔"

"میرے دوست میں معاہدے کے حدود بھی کوئی ورڈ ہو سکتا ہے، جس کی تکمیل کی و
 ناگوار ہے!"

"کیوں اسے یہ تم نے کیسے کہا؟"

"سوالی کی بات ہے سردار صاحب! واقعی مجھ پر معاہدہ کی تکمیل نہ ہوئے تو اس کا
 میں معاہدہ پر کیا پابند گا۔۔۔ یا وہ وقت گذر جائے گا معاہدے کی تکمیل نہ ہوئے گی۔"
 "اس مسئلہ پر بھی ہو سکتی ہے!" سردار وارلب بولا۔

"مگر اس معاہدے کو ختم کر دیتے ہیں!"

"چلو مجھ لیا۔ مگر!"

"مگر وہ انوں نے آپ کا کام سمجھا رہا ہو جانے سے کسی کو یہ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔"
 "مگر۔۔۔" سردار وارلب فٹنی بجا کر بولا۔ "ویری گنڈا مجھے توقع ہے کہ یہ معاہدہ
 معاہدے کی تہ تک پہنچ جائے گا اس اب معاہدہ شروع ہونے میں تھوڑی سی تاخیر ہو گئی ہے،
 ہمیں چاہئے۔۔۔ تمہیں کچھ شہدہ دیا ہو گا؟" انہیں اور بہت چھوٹی سی۔

عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا وہاں سے رخصت ہو گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد عمران
 سردار وارلب، پیشکش اور شہدہ خان کی عزت کی طرف جارہے تھے۔

معاہدہ خان کی لڑکیوں کے درمیان تھا انہیں تو وہاں مردوں سے جو ہو تھا ان میں

کنڈے کے معززین بھی تھے اور وارلب کیسل کے وہ بچے والے بھی!

تو میری شروع ہوئیں اور کافی دیر تک جدی رہیں دوس لڑکیوں نے حصہ لیا تھا! آخر میں
 وہ وہاں سے نکل گئیں۔۔۔ وہاں سے نکل گئیں۔۔۔ وہاں سے نکل گئیں۔۔۔ وہاں سے نکل گئیں۔۔۔
 میں قہقہہ لگا رہا تھا۔۔۔ وہاں سے نکل گئیں۔۔۔ وہاں سے نکل گئیں۔۔۔ وہاں سے نکل گئیں۔۔۔
 پھر دفعتاً سردار وارلب نے جو صدارت کر رہا تھا اٹھ کر مجمع کو مخاطب کیا!

خواتین و حضرات۔۔۔ جب تک جج صاحبان فیصلہ مرتب کریں۔ آپ اپنے ملک کی ایک
 اہم و سچی جناب ڈاکٹر علی عمران ایم۔ اینس سی۔ ڈی۔ ایس سی۔ آکسن سے موضوع کی موافقت
 میں ایک بھیموت افروز تقریر سنئے!۔۔۔ آپ صاحبانک طور پر یہ ثابت کریں گے کہ عورت مرد

میں سے زیادہ اہم ہے۔۔۔ وہاں سے نکل گئیں۔۔۔ وہاں سے نکل گئیں۔۔۔ وہاں سے نکل گئیں۔۔۔
 میں نے کہا: "میں نے بہت موقع درمیان میں رہا گا میں تمہیں پہنا رہا ہوں۔" لیکن
 "ثبیت سے رہا میں اس کا۔" میرا مطلب یہ ہے کہ ان مہمانوں کے ساتھ رہا ہے۔
 "تو آپ دوسروں پر بھی ظاہر کرتے رہے ہیں کہ آپ کا پورا بیوی بچہ سیکرڈی ہو گیا۔"

"تو آپ دوسروں پر بھی ظاہر کرتے رہے ہیں کہ آپ کا پورا بیوی بچہ سیکرڈی ہو گیا۔"
 اپنے کام میں دشواریاں پیش آئیں گی!"

"اگر آپ چاہیں تو منٹوں میں یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے!"

"میں نہیں سمجھتا۔"

"میرے دوست میں معاہدے کے حدود بھی کوئی ورڈ ہو سکتا ہے، جس کی تکمیل کی و
 ناگوار ہے!"

"کیوں اسے یہ تم نے کیسے کہا؟"

"سوالی کی بات ہے سردار صاحب! واقعی مجھ پر معاہدہ کی تکمیل نہ ہوئے تو اس کا
 میں معاہدہ پر کیا پابند گا۔۔۔ یا وہ وقت گذر جائے گا معاہدے کی تکمیل نہ ہوئے گی۔"

"اس مسئلہ پر بھی ہو سکتی ہے!" سردار وارلب بولا۔

"مگر اس معاہدے کو ختم کر دیتے ہیں!"

"چلو مجھ لیا۔ مگر!"

تجربہ نہیں۔ لیکن باب نے ساتھ ہی ساتھ کی بجائے یہ کہنے کی گنجائش رہی تھی۔

”تم لوگ خود خواہ بات کا جھگڑا کرتے ہو۔“ سردار دلراب بولا۔ ”ہو سکتا ہے کہ وہاں کوئی طرح کوئی بھیڑیائی پہنچ گیا ہو۔“

”مگر بابا! وہ ازہ کوئی آدمی ہی بلا تا ہے۔“ شاہد بولی۔

”کل بھی میں نے اسے کھلوا کر دیکھا تھا۔ وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔“

”آپ اندر کب گئے تھے۔ آپ تو چھانک ہی پر کھڑے رہے تھے۔“

”وہاں اس دیرانے میں گھس کر اپنے کپڑے خوب کر بند کیوں؟“

”کسی دور کو اندر بھیڑنا چاہتے تھے۔“

”سبکی کم بخت اسے آسیب زدہ سمجھتے ہیں چنانچہ کون۔“

”یہ کیا قصہ ہے جناب؟“ عمران نے پوچھا۔

”میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ وہ اسے کیسے سمجھتے ہیں۔“

”وہی نہیں ہے۔۔۔۔۔“

”خیر۔۔۔۔۔ نہ بتا دیجئے۔ آپ نے مجھے کچھ نہ بتانے کی قسم کھا رکھی ہے۔۔۔۔۔ کیا۔۔۔۔۔“

”وہی کہہ رہا ہے۔۔۔۔۔ پھر وہ سب سے باتیں کرتے ہیں۔۔۔۔۔ اسے تو اپنی خواہش۔۔۔۔۔“

”میں لباس تبدیل کرنے چلا گیا اور وہ تینوں ڈانٹنگ روم میں آ بیٹھے۔“

”آپ کی تقریر بالکل چوتھی تھی۔“ عمران نے شاہد سے کہا۔

”شکریہ۔“ شاہد نے جواب دیا۔ ”آپ سے تعریف کرنے کو کس نے کہا تھا؟“

”کوئی بات نہیں ہے۔۔۔۔۔ یہ لوہے والا پھانک کیا بلا ہے؟“

”یہ بات بہت پرانے دنوں کی ہے۔۔۔۔۔ میں نے اس سے کبھی نہ سنا۔“

”میں نے کبھی نہ سنا۔۔۔۔۔ میں نے کبھی نہ سنا۔“

”پھر اس طرح بٹنے لگا ہے جیسے کوئی آدمی اسے بلاتا رہا ہو۔“

”اس لئے وہ آسیب زدہ قرار دیا گیا ہے۔“

”پھر آپ کو کیا کہیں گے۔۔۔۔۔؟“

”مجھے کیا پڑی ہے کہ کچھ کہوں۔ ہو گا آسیب ہی ہو گا۔ مگر اتنا یاد رکھو کہ یہاں کوئی بہت

”ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ وہ اسے کیسے سمجھتے ہیں۔“

”نہ مل سکے گا۔“

”یہ مطلب۔“

”مطلب بتانے سے پہلے میں پھر انہیں سوالات پر زور دوں گا، جو میں نے آج دوپہر کو

”تھے۔“

”شاہد کچھ نہ بولی۔ اس نے اپنے ہونٹ مضبوطی سے بند کر لئے تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا

”بے اسے خدشہ ہو کہ نہیں زبان سے کوئی بات نکل ہی نہ جائے۔ عمران اسے غور سے دیکھتا رہا۔

”نہ دوپہر بعد سردار دلراب بھی لباس تبدیل کر کے رات کے کھانے کے لئے وہیں آ گیا۔ عمران

”اس سے پہلے کہ ان تینوں نے کچھ نہ بولا۔“

”نہ دوپہر بعد سردار دلراب بھی لباس تبدیل کر کے رات کے کھانے کے لئے وہیں آ گیا۔ عمران

”اس سے پہلے کہ ان تینوں نے کچھ نہ بولا۔“

”بابا! شاہد نے اسے مخاطب کیا۔“ یہ کہتے ہیں کہ معاہدے کے علاوہ کوئی دوسرا معاہدہ

”بھی ہو سکتا ہے۔“

”ہاں مجھے بھی معلوم ہے۔۔۔۔۔“

”تو کیا آپ انہیں دوسرے معاہدے کے حعلق نہیں بتائیں گے۔“

”کیسا دوسرا معاہدہ۔“ سردار دلراب اسے گھورنے لگا۔ پھر بولا۔ ”اگر تم کسی دوسرے

”معاہدے سے واقف ہو تو ضرور بتا دو۔“

”میں آپ کے کسی معاہدے سے واقف نہیں ہوں۔ لیکن اس معاہدے میں اپنی زبان سے

”کچھ نہیں کہنا چاہتی۔“

”نہ یہ چاہتی۔۔۔۔۔“

”خیر۔۔۔۔۔“

”زبانوں کے پیچھے لڑجائیں تو نقصان کی ذمہ داری میری کتنی پر عائد ہو۔“

”تم الوہیں۔“ سردار دلراب نے کہا اور اٹھ کر چلا گیا۔ عمران اور شاہد تھک رہے تھے۔

”اگر اب الو یونہی شروع کرے گا تو یہ فسادت دیرین ہو جائے گی۔۔۔۔۔“ عمران الوؤں کی

”طرح دید سے بچا کر بولا۔“

”حسنیہ عمران صاحبہ۔۔۔۔۔“

”سنائیے شاہد صاحبہ۔۔۔۔۔ ورنہ اگر میں پاگل نہ ہو جاؤں بھی اپنے کپڑے جی چڑا کر جنگ

”کی رولوں میں۔“

”آپ بولتے بہت ہیں۔“

نہیں... وہاں کوئی شے نہیں ہے... یہ سب کیا ہے۔
 "نہیں... اس سے ملتی ہوں... بابا اس دن شام کو ایک وصیت نامے پر دستخط

ہاں... جیپ..."

"اور کسی کو علم نہیں کہ انہوں نے کس قسم کی وصیت مرتب کی ہے۔"

"آپ بھی نہیں جانتی..."

"نہیں... میں بھی نہیں جانتی۔"

"پھر آپ نے اسے چھپانے کی کوشش کیوں کی تھی۔"

"سنیے... میں نہیں چاہتی تھی کہ اپنی زبان سے کچھ کہوں۔ بابا کے سامنے مزاح مجھ سے نہیں ملتا تھا۔ وہ تو اس قدر بات کرتے تھے کہ میں ان سے بے حد متاثر رہتی تھی۔"

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ بابا... نے وہ وصیت تمہارے ہی حق میں کی ہوگی۔"

"نہیں... خدا جانتے... میں یہ جانتا ہی نہیں چاہتی اور نہ یہ چاہتی تھی۔ یہ تو اس کے حق میں ہے۔"

"آپ یہ اس لئے کہہ رہی ہیں کہ آپ پر کوئی قتلہ نہیں کیا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی اور شخص کے خلاف تھی۔"

"نہیں... مجھ پر ہی ہے۔" عمران دھڑکی سے سر ہلا کر بولا۔ "تب تو کبھی بچہ ہوتا کرو۔"

"نہیں... میں پوچھتا ہوں کہ کیا تھا کہ کہیں رہتا ہے عمارت میں یا کہیں اور۔"

"نہیں... میں پوچھتا ہوں کہ کیا تھا کہ کہیں رہتا ہے عمارت میں یا کہیں اور۔"

"نہیں... میں پوچھتا ہوں کہ کیا تھا کہ کہیں رہتا ہے عمارت میں یا کہیں اور۔"

نہیں... نہیں کہتے کہ وہ کچھ آپ ہی نے رکھے تھے۔"

بابا کی بات سن کر میں نے اس کے پاس سے گزر کر باہر نکلنے کی کوشش کی۔

میں نے کہا کہ میں نہیں جانتی۔"

"سگہ کاؤچہ میں ہی بابا کی خوابگاہ سے اٹھا کر لائی تھی۔ انہوں نے خود نکالنے کی بجائے مجھ

نے خود نکال دیا۔ یہ تو اس کا مقصد تھا۔"

"آخر... عمران... یہ سب کیا ہے؟"

وہ میری قہقہہ پر چھوٹا ہوا چہرہ ان کے ماتھے میں ڈھک رہی تھی۔ اس نے کہا کہ میں نہیں جانتی۔"

میں نے اس سے کہا کہ میں نہیں جانتی۔ وہ نے کہا کہ میں نہیں جانتی۔"

بابا نے کہا کہ میں نہیں جانتی۔ وہ نے کہا کہ میں نہیں جانتی۔"

نہیں... میں نہیں جانتی۔ وہ نے کہا کہ میں نہیں جانتی۔"

بابا نے کہا کہ میں نہیں جانتی۔ وہ نے کہا کہ میں نہیں جانتی۔"

نہیں... میں نہیں جانتی۔ وہ نے کہا کہ میں نہیں جانتی۔"

بابا نے کہا کہ میں نہیں جانتی۔ وہ نے کہا کہ میں نہیں جانتی۔"

نہیں... میں نہیں جانتی۔ وہ نے کہا کہ میں نہیں جانتی۔"

بابا نے کہا کہ میں نہیں جانتی۔ وہ نے کہا کہ میں نہیں جانتی۔"

"نہیں... میں جانتی ہوں یا ان کا خصوصی راز ہے۔"

"یہ عظیم کہاں ملے گا؟"

بابا نے کہا کہ میں نہیں جانتی۔ وہ نے کہا کہ میں نہیں جانتی۔"

نہیں... میں پوچھتا ہوں کہ کیا تھا کہ کہیں رہتا ہے عمارت میں یا کہیں اور۔"

"بابا کا خصوصی خدو ہونے کی بناء پر وہ کہیں سوتا بھی ہے۔ بابا کی خوابگاہ کے برعکس۔"

میرے پاس تاکہ رات کو بھی وہ انہیں اٹھ کر سکے۔"

"اچھا۔" عمران سر ہلا کر پوچھتا ہوا بولا۔ "اداب ہیمل میں سردار صاحب کے لئے

اعزاد رہتے ہیں۔"

خود معصوم کر لیتے۔"

تم نے وہ کچھ نہیں رکھے تھے؟"

"نہیں..."

"کیا تم سردار دلرب کے لئے جان سے ملتی ہو؟"

— *Journal of the American Medical Association*, 1964, 191: 1001-1002.

1. *Chlorophyll a* (Chl *a*)
 2. *Chlorophyll b* (Chl *b*)
 3. *Chlorophyll c* (Chl *c*)
 4. *Chlorophyll d* (Chl *d*)
 5. *Chlorophyll e* (Chl *e*)
 6. *Chlorophyll f* (Chl *f*)
 7. *Chlorophyll g* (Chl *g*)
 8. *Chlorophyll h* (Chl *h*)
 9. *Chlorophyll i* (Chl *i*)
 10. *Chlorophyll j* (Chl *j*)
 11. *Chlorophyll k* (Chl *k*)
 12. *Chlorophyll l* (Chl *l*)
 13. *Chlorophyll m* (Chl *m*)
 14. *Chlorophyll n* (Chl *n*)
 15. *Chlorophyll o* (Chl *o*)
 16. *Chlorophyll p* (Chl *p*)
 17. *Chlorophyll q* (Chl *q*)
 18. *Chlorophyll r* (Chl *r*)
 19. *Chlorophyll s* (Chl *s*)
 20. *Chlorophyll t* (Chl *t*)
 21. *Chlorophyll u* (Chl *u*)
 22. *Chlorophyll v* (Chl *v*)
 23. *Chlorophyll w* (Chl *w*)
 24. *Chlorophyll x* (Chl *x*)
 25. *Chlorophyll y* (Chl *y*)
 26. *Chlorophyll z* (Chl *z*)
 27. *Chlorophyll aa* (Chl *aa*)
 28. *Chlorophyll ab* (Chl *ab*)
 29. *Chlorophyll ac* (Chl *ac*)
 30. *Chlorophyll ad* (Chl *ad*)
 31. *Chlorophyll ae* (Chl *ae*)
 32. *Chlorophyll af* (Chl *af*)
 33. *Chlorophyll ag* (Chl *ag*)
 34. *Chlorophyll ah* (Chl *ah*)
 35. *Chlorophyll ai* (Chl *ai*)
 36. *Chlorophyll aj* (Chl *aj*)
 37. *Chlorophyll ak* (Chl *ak*)
 38. *Chlorophyll al* (Chl *al*)
 39. *Chlorophyll am* (Chl *am*)
 40. *Chlorophyll an* (Chl *an*)
 41. *Chlorophyll ao* (Chl *ao*)
 42. *Chlorophyll ap* (Chl *ap*)
 43. *Chlorophyll aq* (Chl *aq*)
 44. *Chlorophyll ar* (Chl *ar*)
 45. *Chlorophyll as* (Chl *as*)
 46. *Chlorophyll at* (Chl *at*)
 47. *Chlorophyll au* (Chl *au*)
 48. *Chlorophyll av* (Chl *av*)
 49. *Chlorophyll aw* (Chl *aw*)
 50. *Chlorophyll ax* (Chl *ax*)
 51. *Chlorophyll ay* (Chl *ay*)
 52. *Chlorophyll az* (Chl *az*)
 53. *Chlorophyll aza* (Chl *aza*)
 54. *Chlorophyll abz* (Chl *abz*)
 55. *Chlorophyll acz* (Chl *acz*)
 56. *Chlorophyll adz* (Chl *adz*)
 57. *Chlorophyll aez* (Chl *aez*)
 58. *Chlorophyll afz* (Chl *afz*)
 59. *Chlorophyll agz* (Chl *agz*)
 60. *Chlorophyll ahz* (Chl *ahz*)
 61. *Chlorophyll aiz* (Chl *aiz*)
 62. *Chlorophyll ajz* (Chl *ajz*)
 63. *Chlorophyll akz* (Chl *akz*)
 64. *Chlorophyll alz* (Chl *alz*)
 65. *Chlorophyll amz* (Chl *amz*)
 66. *Chlorophyll anz* (Chl *anz*)
 67. *Chlorophyll aoz* (Chl *aoz*)
 68. *Chlorophyll apz* (Chl *apz*)
 69. *Chlorophyll aqz* (Chl *aqz*)
 70. *Chlorophyll arz* (Chl *arz*)
 71. *Chlorophyll asz* (Chl *asz*)
 72. *Chlorophyll atz* (Chl *atz*)
 73. *Chlorophyll auz* (Chl *auz*)
 74. *Chlorophyll avz* (Chl *avz*)
 75. *Chlorophyll awz* (Chl *awz*)
 76. *Chlorophyll axz* (Chl *axz*)
 77. *Chlorophyll ayz* (Chl *ayz*)
 78. *Chlorophyll ayz* (Chl *ayz*)
 79. *Chlorophyll azz* (Chl *azz*)
 80. *Chlorophyll azaa* (Chl *aza*)
 81. *Chlorophyll abz* (Chl *abz*)
 82. *Chlorophyll acz* (Chl *acz*)
 83. *Chlorophyll adz* (Chl *adz*)
 84. *Chlorophyll aez* (Chl *aez*)
 85. *Chlorophyll afz* (Chl *afz*)
 86. *Chlorophyll agz* (Chl *agz*)
 87. *Chlorophyll ahz* (Chl *ahz*)
 88. *Chlorophyll aiz* (Chl *aiz*)
 89. *Chlorophyll ajz* (Chl *ajz*)
 90. *Chlorophyll akz* (Chl *akz*)
 91. *Chlorophyll alz* (Chl *alz*)
 92. *Chlorophyll amz* (Chl *amz*)
 93. *Chlorophyll anz* (Chl *anz*)
 94. *Chlorophyll aoz* (Chl *aoz*)
 95. *Chlorophyll apz* (Chl *apz*)
 96. *Chlorophyll aqz* (Chl *aqz*)
 97. *Chlorophyll arz* (Chl *arz*)
 98. *Chlorophyll asz* (Chl *asz*)
 99. *Chlorophyll atz* (Chl *atz*)
 100. *Chlorophyll auz* (Chl *auz*)
 101. *Chlorophyll avz* (Chl *avz*)
 102. *Chlorophyll awz* (Chl *awz*)
 103. *Chlorophyll axz* (Chl *axz*)
 104. *Chlorophyll ayz* (Chl *ayz*)
 105. *Chlorophyll ayz* (Chl *ayz*)
 106. *Chlorophyll azz* (Chl *azz*)
 107. *Chlorophyll azaa* (Chl *aza*)
 108. *Chlorophyll abz* (Chl *abz*)
 109. *Chlorophyll acz* (Chl *acz*)
 110. *Chlorophyll adz* (Chl *adz*)
 111. *Chlorophyll aez* (Chl *aez*)
 112. *Chlorophyll afz* (Chl *afz*)
 113. *Chlorophyll agz* (Chl *agz*)
 114. *Chlorophyll ahz* (Chl *ahz*)
 115. *Chlorophyll aiz* (Chl *aiz*)
 116. *Chlorophyll ajz* (Chl *ajz*)
 117. *Chlorophyll akz* (Chl *akz*)
 118. *Chlorophyll alz* (Chl *alz*)
 119. *Chlorophyll amz* (Chl *amz*)
 120. *Chlorophyll anz* (Chl *anz*)
 121. *Chlorophyll aoz* (Chl *aoz*)
 122. *Chlorophyll apz* (Chl *apz*)
 123. *Chlorophyll aqz* (Chl *aqz*)
 124. *Chlorophyll arz* (Chl *arz*)
 125. *Chlorophyll asz* (Chl *asz*)
 126. *Chlorophyll atz* (Chl *atz*)
 127. *Chlorophyll auz* (Chl *auz*)
 128. *Chlorophyll avz* (Chl *avz*)
 129. *Chlorophyll awz* (Chl *awz*)
 130. *Chlorophyll axz* (Chl *axz*)
 131. *Chlorophyll ayz* (Chl *ayz*)
 132. *Chlorophyll ayz* (Chl *ayz*)
 133.

”اس کے حلق وٹوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا! یہ دراصل مردار صاحب کے...“
 ”...“ میں اس وقت کا موافق ہو گیا۔ یہ کہہ کر پتہ اندازہ نام لیا جاتا
 جس سے اس قسم کے خدشات لاحق ہوں!“

”مردار صاحب آپ کے دوا ہوئے کیا آپ انہیں دوا نہیں کہتے؟“

”انہیں دوا نہیں کہتے۔“
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔

بہت شاندار آدمی جن سردار داراب ”مران سر ہلا کر بولا۔“ ایک بار میں نے...
 والد صاحب کا سر سہلا دیا تھا تو انہوں نے اس زور کا چاٹا مارا تھا کہ آج تک...
 سامنے ہوتے ہی روح لرزے لگتی ہے۔“

”قتل چنے لگا۔ اس کے سلیڈ دانت کسی بھیڑیے کے دانتوں کا تصور پیش کر دیتے...“
 ”یہ بعد ۱۹۵۱ء میں دن بھر کا دوا کر کے رخصت ہو گیا۔“

(۹)

”مردار صاحب...“ مران نے سردار داراب کو طلب کیا، جو اپنی رائفل کی ٹال...
 رہا تھا۔

”کیا ہے... کیوں آئے ہو...؟“ اس نے ایک آنکھ بند کر کے دوسری رائفل کی ٹال...
 سے لگاتے ہوئے کہا۔

”یہ قتل آپ کا کون ہے...؟“

”مردار داراب نے ایک طویں سانس لے کر رائفل کی ٹال میز پر رکھ دی اور مران کی...
 طرف مڑا۔“ ”کیوں؟“

”یہ تو تفریحاً پوچھ رہا ہوں! ویسے میرا دل چاہتا ہے کہ اسے گولی بد دوں۔“

”نہ پتا...“
 ”...“ میں نے جواب دیا۔

”لیکن میرے خیال میں قتل خارج از بحث ہے...“

”یہ؟“

”اب پھر تمہیں عقل کے حلق کچھ بھی نہیں معلوم؟“

”...“

”...“

”...“

”...“

”...“

”...“ اب یہ بہت مفید نظر آتا ہے کہ اس کا یہ جواب کیا تھا۔
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔

”...“ جب تو وہ قتل خارج از بحث ہے مگر مردار صاحب یہ کچھوں والا معاملہ تو...
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔

”...“ میں نے کافی غور کرنے کے بعد سر سلطان سے مدد طلب کی تھی۔ انہوں نے ایک بار...
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔

”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔

”ایسے اعزہ میں! شاید۔“ ”نہ پتا...“

”سچا رکھو! مجھے ان کے متعلق کچھ نہیں معلوم!“

”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔

”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔

”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔
 ”...“ میں نے اس کے جواب میں کہا۔

یہ سہ سہاگے رشتے یہ سہ چہ میں تُو اب اذیمی کی تو میں سے ہاتھ نہ کر۔
مخبردوں کی!

”تم کبھی ایسا نہیں کر سکتیں!....! روک روک“

”تک نہ نہیں!... دماغ نہ چاڑھا“ جیس نے ہاتھ جھٹ کر کہہ

”کیا بات ہے؟“ سردار وارلب نے عمر ان سے پوچھا۔

[illegible]

”بیچارہ بکواس۔۔۔“ جیٹیس اسے کھانے کو دڑی۔

”لوہا تم شراب نہیں پیتیں۔۔۔!“ سردار داراب نے پوچھا۔

... ..

”آہ! تب تم جا کر آرام کرو! مجھے قلعی ناگوار نہیں گزرتے گا!“ سر دھڑ دھڑاہٹ سے

”خیر کوئی ہے۔“

”نہیں میں بھی شراب نہیں پیتا“

١٠٠

نہیں تھی۔ لیکن اسی کے چہرے پر وہ اہمی ضرور اثر ہی تھیں!

یہ سب کچھ عمران کی اسکیم میں شامل نہیں تھا!.... اسی نے ولایت کے جوانی مشرک

[illegible]

وہاں پہنچ کر اس نے اپنے دوستوں سے مل کر ان کی بات سنی۔

مادرے بچوں میں بغیر دودھ کی سبز چائے انڈیائی شروع کیا۔

یہ سب باتیں سن کر وہ بھی قہقہے لگنے لگا۔

چائے کے بعد سردار داراب نے اپنے اعزاء کو مخاطب کر کے کہا کہ وہ لب کافی پورہا ہو چکا

—! بچہ نہیں کب مر جائے۔ لہذا اب وہ اپنی وصیت مرتب کر لینا چاہتا ہے۔ نور وہ کسی بھی

تمہاری طرف سے جو کچھ بھی ہو، میں اس سے بے پروا ہوں۔

”آپ نے مجھے کیوں ڈرا تھا۔۔۔ بابا۔۔۔“

”کیا تم بھی میرے ہی جسم کا ایک حصہ نہیں ہو؟“ مرد اردار داب نے مفہوم آواز میں کہا۔

”جی ہاں۔۔۔ پر گوشت“

”کیا اس مت کرو قتل اور نہ تعینارہوں گا۔ گھرے کہیں کے....“ مردادہ ارابہ نے

[illegible]

ن کو نہیں معلوم ہو سکے گی، اوصیت ہمارے قانونی مشیر کے پاس محفوظ رہے گا اور اس وصیت

نے کی حکیل آئندہ شام تک ہو جائے گی۔ تقریر ختم کرتے وہ بیٹھ گیا۔ سب خاموش تھے۔

نہیں کے طاہر و لور کسی کے چہ سے سے نہیں ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے اس تقریر سے ذرا براہ بھی

نہی رہی ہو۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور وہ بار بار اپنا منہ چھلکا ہونٹ چھلکا رہا تھا۔ آخر وہ بڑھانے لگا۔

”بھئی... میں اسے نہیں برداشت کر سکتا۔ آخر حقہ ہروں کے مجمع میں مجھے کیوں تعینا

۔۔۔ بابا یہ میری توجہن ہے۔ اب میں کیسل میں نہیں رہوں گا! کہیں اور جاہروں گا ..

مردود و ناب باتح کے اشارے سے نشست پر خواست کر کے اٹھ گیا۔

(12)

رات گہری جاگ رہی تھی۔ آسمان میں بادلوں کے پرے کے پرے تھرتھرتے پھر رہے تھے۔

بہ لکھ کے لئے حمدوں کی چھوٹی نظر آتی اور پھر کھلے ہوئے آسمان کو بادل ڈھاپ لیتے۔

... اور شاہدہ عدت کی جہت پر چل رہی تھیں...

- آخر تم کیا کرتی پھر دی ہو۔" جیس نے کہا۔

”میں پریشان ہوں بلجیس معطوم نہیں یہ پاگل توئی کیا کرنا چاہتا ہے۔ آج وارمہ اسی نے

رتیب دیا تھا لیکن مشغور بابا کو بتایا نہ گئے۔

”اور تو کیا یہ سب بچہ اسٹیں چھوڑیں گے سلسلے میں ہو رہا ہے۔“

"میں سب یہ بھی نہیں کہہ سکتی۔ خدا جانے کیا معاملہ ہے۔"

"یہ شراب والا واقعہ خوب رہا۔ میرا خیال ہے تمہارے بابا مجھے وہاں سے اٹھانا چاہتے تھے۔"

"ہرگز نہیں۔ ان کے مذاق اسی قسم کے ہوتے ہیں۔"

"تو پھر کہیں وہ مجھ والا معاملہ بھی مذاق ہی نہ رہا ہو۔ تمہیں خوفزدہ کر کے ہٹانا چاہتے رہے ہوں۔"

"خدا جانے..."

"پھر تم اب کیا کرتی پھر رہی ہو۔"

"بابا کے کمرے میں جھانکیں گے۔" شاہدہ نے کہا۔ "وہ عمران ان کے کمرے میں گیا تھا۔"

پھر میں نے اسے باہر آتے نہیں دیکھا اور کچھ دیر بعد کمرے میں نئی روشنی نظر آنے لگی تھی۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ بابا سوتے جا رہے ہیں۔ لہذا عمران کو ایسی صورت میں باہر آ جانا چاہیے۔

مگر تقریباً آدھے گھنٹے تک انتظار کرتی رہی۔ وہ باہر نہیں آیا۔

"پھر جھانکنے سے کیا فائدہ؟"

"میں دیکھوں گی کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔ میں آج بہت پریشان ہوں! آج کی دعوت ہر لحاظ سے غیر معمولی تھی۔"

ایک جگہ شاہدہ رک گئی وہاں ایک روشندان کے شیشوں سے نئی روشنی نظر آ رہی تھی۔

دوسرے ہی لمحہ میں وہ روشندان پر بھیگی اور پھر اس طرح اچھل کر پیچھے آ پڑی جیسے بجلی کا چمکا کا ہو۔ جیسے اسے اٹھانے کے لئے بھیجی۔

"بابا...." شاہدہ بھرائی ہوئی آواز میں بڑبڑائی.... "بابا کو بچاؤ...." پھر وہ حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخنے لگی۔ "بابا کو بچاؤ۔ بابا کو بچاؤ!"

بلیس بری طرح کانپ رہی تھی۔ سنائے میں شاہدہ کی چیخیں ہر گشت پیدا کرتی رہیں پھر وہ

بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے پورے کیسل میں کہیں آدمیوں کا نام و نشان

نہ ہو۔ اب پھر وہی بیکراں سناٹا تھا اور بھیگروں کی جھانکیں جھانکیں! بلیس بڑی تیزی سے

روشندان کی طرف بڑھی اور دوسرے ہی لمحے میں اس کے پیروں کے سکلے سے زمین نکل گئی۔

سردار داراب کے کمرے میں سات آدمی نظر آ رہے تھے۔ چم کے چہروں پر سیاہ خائیں تھیں اور

ساتواں عمران اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے کھڑا تھا اور ایک نقاب پوش کار یو اور اس کی طرف

اٹھا ہوا تھا۔ پانچ آدمی سردار داراب کے ہاتھ پیر بانڈ رہے تھے۔

جھونک دیئے۔ بلیس نے عمران کو بندروں کی طرح اچھلتے کودتے دیکھا اور پھر وہ ایک لمبی کمرہ کے

ساتھ فرش پر گر گیا۔ بلیس کی کھٹکھی بندھ گئی۔ وہ صرف دیکھ سکتی تھی۔ نہ بول سکتی تھی اور نہ

اپنی جگہ سے حرکت کر سکتی تھی۔ نقاب پوش اسے مطمئن نظر آ رہے تھے جیسے اب انہیں کسی کی

اصل اندازی کا خدشہ ہی باقی نہ رہا ہو۔ جب وہ سردار داراب کو بانڈ چکے تو قافز کرنے والے

نقاب پوش نے عمران کی لاش کی طرف اشارہ کیا۔ ایک آدمی شاید اسے سیدھا کرنے کے لئے

بڑھلا۔ وہ اس پر جھکای تھا کہ بلیس نے اسے اچھل کر قافز کرنے والے پر گرتے دیکھا۔ دونوں

ایک ساتھ فرش پر ڈھیر ہو گئے اور عمران ان دونوں پر سوار تھا۔ پھر شاہدہ وہ قافز کر نیوالے ہی کا

ریو اور تھا جسے عمران منھی میں دبائے ہوئے اٹھ کر پیچھے ہٹ گیا تھا۔ "کھڑے ہو جاؤ...." اپنے

ہاتھ اٹھاؤ۔ اس نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ ان کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے بلیس کے ہونٹ آہستہ

آہستہ کھل رہے تھے۔ پتہ نہیں وہ مسکرا رہی تھی یا یہ وقتی احمسہ یا اشتعال کا نتیجہ تھا۔

"سردار داراب کو کھول دو۔ ورنہ تم میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔" عمران نے

انہیں للکارا اور بلیس بے ساختہ اچھل پڑی۔ شاہدہ جو اس درست ہونے پر پھر روشندان کی

طرف جھپٹی تھی۔ نہ جانے کیوں ان دونوں کے حلق گویا بند سے ہو گئے تھے۔ شاہدہ پھر

روشندان پر جھک پڑی۔

یوہر ایک آدمی ہمت کر کے عمران پر بھیٹا ہی تھا کہ ریو اور کی سرخ زبان نکل پڑی اور وہ

اپنی زبان دبائے ہوئے ڈھیر ہو گیا۔

"سردار کو کھولو۔ ورنہ کوئی نہ بچ سکے گا۔ میری جیب میں بھی ایک ریو اور موجود ہے اس

کی چار گولیاں ختم ہو چکی ہیں لیکن یہ!" اس نے جیب سے دو سردار یو اور نکالتے ہوئے کہا۔ "یہ تم

سب کے لئے کافی ہو گا۔ میرا نشان کم خطا کرتا ہے۔"

مگر شاید یہ ان لوگوں کی موت و زندگی کا سوال تھا۔ ذرا ہی سی دیر میں سردار داراب کا

دشمن بے نقاب ہو جاتا۔

"ہائیں...." عمران کی مدد کرنی چاہیے! شاہدہ نے بدقت تمام آہستہ سے کہا۔ پھر وہ بلیس

کو دھکیلتی ہوئی زینوں کی طرف لے جانے لگی۔ ان میں سے کسی کو بھی نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کس

طرح نیچے پھٹی کر سردار داراب کے کمرے تک پہنچیں۔ انہیں اس کا بھی ہوش نہیں تھا کہ وہ

عمارت کی دیرانی پر دھیان دیتیں۔ حالانکہ وہ جانتی تھیں کہ اس عمارت میں کئی لوگ سوتے تھے۔

خصوصاً داراب کے خاص نوکر کا کمرہ اسی کے کمرے کے برابر تھا۔ مگر اتنی ہڑ بولنگ کے باوجود

بھی کسی کی آنکھ نہیں کھلی تھی۔ سردار کی خواب گاہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

مکراتی دیر میں بساط بدل چکی تھی۔ وہ سب عمران پر ٹوٹ پڑے تھے اور عمران چیخ رہا تھا۔
”تمہارے فرشتے بھی مجھ سے دیو اور نہیں سمجھ سکتے۔“

”پھر ایک فائر ہول کمرے میں ایک چیخ کوئی اور حملہ آوروں میں سے ایک دور جا کر
پھر فائر ہول۔ دوسرا اچھلا اور دیوار سے ٹکرا کر فرش پر آ رہا۔ اب صرف تین رہ گئے تھے۔ دونوں
لڑکیاں بے تحاشہ چیخ رہی تھیں۔ دفعتاً ایک غلاب پوش انہیں دھکا دیتا ہوا باہر بھاگ لڑکیاں
راہداری کی دوسری دیوار سے جا ٹکرائیں لیکن عمران وہ آدمیوں کو چھوڑ کر بھاگنے والے پر
جھپٹا۔ راہداری چاروں طرف ہوئی تو شاید وہ نکل ہی گیا تھا۔ راہداری کے باب ان لڑکیوں میں سے کسی
نے روشن کئے تھے۔ عمران بقیہ وہ آدمیوں کی رول روک کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا دیو اور ان کی
طرف اٹھا ہوا تھا۔ وہ دونوں رک گئے۔

”تمہارا بھی یہی انجام ہو سکتا ہے۔“ عمران فریاد۔ ”بہتری اس میں ہے کہ زمین پر اوندھے
لیٹ جاؤ۔“ ان دونوں نے چپ چاپ قہقہہ کی۔

”اور تم دونوں کیا دیکھ رہی ہو۔“ عمران نے لڑکیوں کو لٹکا کر۔ ”سردار کی خبر لو۔ جلدی کرو
ورنہ ہو سکتا ہے کہ ان کا دم گھٹ جائے۔“

”بیچھے دیکھو“ دفعتاً شاہدہ ہدیائی انداز میں چینی عمران چونک کر مڑا۔ زخمی غلاب پوش ایک
بڑا چھرا پکڑے ہوئے اس کی طرف رینگ رہا تھا۔ شاید اس کی ٹانگ میں گولی لگی تھی اور وہ کھڑا
نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے ذہن میں ایک ہی خیال تھا کہ وہ کسی طرح عمران کو قسم کر دے۔
اچانک عمران نے اٹھل کر اس کے سر پر ٹھوکر لگائی اور وہ ایک لمبی کرلہ کے ساتھ چٹ ہو گیا۔
لڑکیاں بھاگ کر اندر چلی گئی تھیں۔ وہاں تین آدمی فرش پر بے ہوش پڑے تھے اور کمرے میں
ہر طرف خون کی لکیریں پھیل رہی تھیں۔ انہوں نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے سردار داراب
کے چہرے پر سے کپڑا ہٹایا۔ داراب کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ پلکیں بھی میچکا رہا تھا۔ لیکن
زبان سے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا کیوں کہ اس کے منہ میں حلق تک کپڑا ٹھونس دیا گیا تھا۔ انہوں
نے اس کے منہ سے کپڑا نکالا اور اس کے ہاتھ پیر کھولنے لگیں۔ سردار داراب خاموش پڑا رہا۔
پھر اس نے لڑکیوں کو اشارہ کیا کہ وہ اسے اٹھائیں۔ ان کی مدد سے وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ چند لمبے
دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپائے بیٹھا رہا۔ پھر سر اٹھا کر بولا۔ ”کیا یہ لوگ مر گئے ہیں۔“

”جہ نہیں۔“ شاہدہ اسے اٹھاتی ہوئی بولی۔ ”اس کمرے سے چلے۔۔۔۔۔“

”عمران کہاں ہے۔۔۔۔۔“

”راہداری میں۔“

”چلو۔۔۔۔۔“ سردار داراب کھڑا ہو گیا۔ اسی وقت عمران بھی کمرے میں داخل ہوا۔
”تم نے انہیں مار ڈالا۔“ سردار داراب نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔
”نہیں تو پھر کیا ان کی پوجا کرتا۔“ عین وہاں راہداری میں بھی ہیں۔ ”عمران نے لا پرواہی
سے جواب دیا۔

”کیا انہیں بھی مار ڈالا۔“ سردار داراب لا کھڑا کر دیوار سے جاناگ۔
”کیوں خولو خولو مجھے یار کر رہے ہیں۔ ان میں سے مجھے کوئی بھی اتنا حیا ور نہیں معلوم
ہو تا کہ ناگوں پر گولی نکلنے سے مر جائے۔“

”لوہ۔۔۔۔۔“ سردار داراب نے ایک طویل سانس لی۔ عمران نے کمرے میں پڑے ہوئے
تینوں آدمیوں کے چہروں سے نظائیں ہٹائیں۔ لیکن سردار داراب نفی میں سر ہلاتا ہوا بولا۔ ”ان
میں سے کسی کو بھی نہیں پہچانتا۔“

پھر وہ راہداری میں آئے۔ وہ آدمی برابر سے لوندھے پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے انہیں
بھی ٹھوکریں مار مار کر بے ہوش کیا تھا۔ سردار داراب نے ان دونوں کو بھی پہچاننے سے انکار
کر دیا۔ اب صرف وہ آدمی باقی بچا تھا جس نے عمران کو چھرا مارنے کی کوشش کی تھی۔ جیسے ہی
عمران نے اس کے چہرے سے غلاب ہٹائی۔ صرف داراب بلکہ لڑکیاں بھی بدحواس ہو گئیں۔
ان کے سامنے ڈاکٹر نجیب چٹ پڑا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے سردار داراب کو سکتہ ہو گیا
ہو۔ وہ کچھ دیر بعد ہلکایا۔

”اس مقام۔۔۔۔۔ لے۔۔۔۔۔ ٹنگ۔۔۔۔۔ کو۔۔۔۔۔ دبا ہی دینا بہتر ہو گا۔“
”یہ ناممکن ہے۔“ قطعی ناممکن۔۔۔۔۔ آپ اگر اس معاملے میں دخل دیں گے تو میں آپ کو
بھی نہیں چھوڑوں گا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں مجھے۔ میں ایک ذمہ دار آفیسر ہوں۔“
”پرائیویٹ سرائیوں۔۔۔۔۔“

”یہ محض بکواس ہے۔“ اگلے ملک میں پرائیویٹ سرائیوں کے لئے لائسنس نہیں دئے
جاتے۔“ عمران نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے سارے زخمیوں کو سردار داراب کی خوابگاہ میں
بند کر دیا۔ پھر عمارت میں نوکروں کو تلاش کرتے ہوئے یہ حقیقت کھلی کہ سارے نوکر پہلے ہی
بے بس کر دیئے گئے تھے۔ عمران اور لڑکیوں کے کمروں کی بھی تلاشی لی گئی تھی۔ لیکن عمران
اس وقت سردار داراب کی مسبری کے نیچے آرام کر رہا تھا اور لڑکیاں چھت پر بھٹکتی پھر رہی
تھیں۔ سردار داراب کا خاص نوکر اپنے کمرے میں بے ہوش پایا گیا۔ شاید اسے کلوروفارم دیا گیا
تھا۔ دوسرے نوکروں کو بھی کافی دیر کے بعد ہوش آ سکا۔ پھر ذرا ہی سی دیر میں سارا کیسیل اس

عمارت میں امنڈ پڑا۔۔۔ بہتی کے پولیس اسٹیشن کو فون کیا گیا۔ دوسری طرف عمران سردار داراب اور اس کے تین فیجروں سمیت ڈاکٹر نجیب کی رہائش گاہ پر پہنچا اور عمارت کا ایک ایک گوشہ دیکھتا پھرا۔ لیکن سردار داراب کو الجھن ہو رہی تھی۔ کیونکہ اس بھاگ دوڑ کا مقصد اس کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا۔ اس نے عمران سے اس کے متعلق پوچھا۔

”پچھوؤں کا مقصد تلاش کر رہا ہوں کیونکہ ابھی تک پچھوؤں کا مقصد میری سمجھ میں نہیں آسکا اگر نجیب یہ چاہتا تھا کہ آپ وصیت نامہ مرتب نہ کر سکیں تو پہلے بھی پچھوؤں والی حرکت کرنے کی بجائے آپ کو مار ہی ڈالتا۔ لیکن محض وصیت نامہ مرتب کرنے سے پہلے مر بھی جاتے تو اس سے کیا فرق پڑتا۔ قانونی طور پر آپ کے دوسرے ورثہ ہر حال میں آپ کی املاک میں سے حصہ پاتے۔ لہذا وصیت نامہ والا پکڑا نہیں ہے۔“

”پھر تم نے یہ ڈرامہ کیوں کیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ تمہیں اسی کی توقع تھی، جو اس وقت ظہور پذیر ہوا ہے۔“

”آپ کا خیال درست ہے۔ اس وقت دی کچھ پیش آیا ہے، جو میں نے سوچا تھا۔ لیکن اب مجھے اصل کی تلاش ہے یہ تو محض ایک واقعہ تھا۔“

عمران خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔ پھر سردار داراب سے پوچھا۔ ”ہاں وہ آگنی دروازہ کب سے ہلایا جا رہا ہے یعنی کہ اس عمارت میں آگنی خطر کب سے ہوا ہے۔“

”یہاں کوئی بلا ڈیڑھ ماہ پہلے کی بات ہے۔“ سردار داراب نے جواب دیا۔

”گڈ۔۔۔“ عمران سر ہلا کر بولا۔ ”میں ذرا اس عمارت کو بھی دیکھ لوں۔ اگر وہاں بھی مجھے مقصد نہ معلوم ہو سکا تو یہی سمجھوں گا کہ پچھوؤں کا اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں۔“

سردار داراب کچھ نہ بولا۔ وہ اس وقت عمران کے اشاروں پر مانجا رہا تھا۔ اس نے آگنی دروازہ کے قفل کی کئی مشکوکی۔ تھوڑی سی دیر بعد آگنی دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئے۔ انہیں ایک کمرے میں مدہم سی روشنی دکھائی دی۔ عمران کے علاوہ اور سب جہاں بھی تھے، وہیں رک گئے۔ لیکن عمران کمرے کی طرف بڑھتا رہا۔ دروازے پر رک کر اس نے انہیں آنے کا اشارہ کیا۔ سردار داراب آہستہ آہستہ آگے بڑھا لیکن وہ تینوں وہیں رہے۔

عمران سردار داراب کا ہاتھ پکڑے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔ سامنے ہی ایک چنگ پر کوئی سو رہا تھا اور اس کا جسم کھیل سے ڈھکا ہوا تھا جیسے ہی عمران چنگ کی طرف بڑھا سردار داراب نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس نے محسوس کیا کہ سردار ہی طرح کانپ رہا ہے۔ عمران نے اس سے ہاتھ چھڑا کر سونے والے کا کھیل سمجھ لیا اور دوسرے ہی لمحہ میں سردار داراب کے قفل سے

ایک ہلکی سی چیخ نکلی۔ کیوں کہ چنگ سے اچھل کر اٹھنے والا بھی سردار داراب ہی تھا۔ ”بھبھوت۔“ سردار داراب عمران سے لپٹ گیا۔

”خبردار! عمران نے اپنے ریلوے کارڈ چنگ سے اٹھنے والے کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ ”اپنی جگہ سے جنبش نہ کرنا۔ ورنہ گولی مار دوں گا۔“ پھر وہ سردار داراب سے بولا۔ ”پچھوؤں کا مقصد ظاہر ہو گیا۔ سردار صاحب کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے سامنے آئینہ نہیں ہے۔“

سامنے کھڑے ہوئے آدمی اور سردار داراب میں سرسوفرق نہیں تھا سردار داراب بدستور کانپتا رہا۔ مگر دوسری طرف اس کا ہم شکل بھی بری طرح کانپ رہا تھا۔

”ڈاکٹر نجیب صرف اتنے دن آپ کو وصیت نامہ مرتب کرنے سے روکنا چاہتا تھا جب تک کہ اس کا تجربہ مکمل نہ ہو جائے۔ آج اگر وہ کامیاب ہو جاتا تو آپ مر جانے کے باوجود بھی زندہ

رہتے یعنی آپ کی جگہ پلاسٹک سرجری کا یہ شاہکار لے لیتا اور آپ کی دولت پر صرف ڈاکٹر نجیب کا ہاتھ ہوتا۔ پھر کسی وصیت نامے کی ضرورت ہی باقی نہ رہ جاتی اور وہ اس کے بعد آہستہ

آہستہ آپ کے دوسرے وارثوں کو بھی اپنی راہ سے ہٹا دیتا۔ اس عمارت کو اسی لئے آسیب زدہ بنایا گیا تھا کہ کوئی اور کارڈ بھی نہ کر سکے اور ڈاکٹر نجیب یہاں اطمینان سے اپنا یہ شاہکار مکمل

کر رہا ہے۔ اب میں مطمئن ہوں سردار صاحب۔“

”پچھوؤں کا مقصد صرف یہ تھا کہ آپ وصیت نامہ نہ مرتب کر سکیں۔ اس وقت تک جب تک کہ آپ کی جگہ لینے والا بین کر تیار نہ ہو جائے؟“

پھر عمران نے سردار داراب کے ہم شکل پر کچھ برسائے شروع کر دیے اور اس نے ذرا سی سی دیر میں اعتراف کر لیا کہ وہ سردار گڈھ کا ایک خنڈ تھا اور ڈاکٹر نجیب نے اس پر پلاسٹک

سرجری کا عمل کر کے اسے سردار داراب بنادینے کا وعدہ کیا تھا۔ بقیہ پانچ آدمیوں کے متعلق بھی اس نے بتایا کہ وہ اس کے پٹھے تھے۔ صبح ہوتے ہوتے وہ سب پولیس کے حوالے کر دیے گئے۔

سردار داراب اس طرح خاموش دیکھا تھا جیسے اس کی قوت گویائی ہی سلب ہو گئی ہو۔ دوسری شام جب عمران داراب کیسٹل سے رخصت ہو رہا تھا۔ سردار داراب نے بڑے ٹوٹوں کی

ایک موٹی سی گڈی عمران کے سامنے رکھ دی۔ ”میں مجبور ہوں سردار صاحب! عمران نے کہا۔“ مجھے افسوس ہے سر۔ سلطان نے مجھے اس کی ہدایت نہیں کی تھی۔“

”میں دے رہا ہوں تمہیں اپنا بچہ سمجھ کر۔“ سردار داراب نے گلا کھیر آواز میں کہا۔ ”میں تو چاہتا ہوں کہ تم بیٹھ میرے ساتھ رہو۔ کچھ دن تو ٹھہرو۔“

”مجھے افسوس ہے جناب میرے پاس ابھی کئی ایسے کیس ہیں جنہیں چھانا ضروری ہے۔“
 عمران کا جواب تھا۔

پھر جب اس کی کار کیسل کے چھانک پر پہنچی تو شاہد اور بقیس نے راستہ روک لیا۔ شاہد
 دو وہاں اس کا انتظار کر رہی تھیں۔

شاہدہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اس نے کہا۔ ”عمران صاحب میں نے بڑی گستاخیاں کی
 ہیں۔ معافی چاہتی ہوں۔۔۔“

”ارے جانتے۔“ عمران ہاتھ بلا کر بولا۔ ”میں وہ آدمی ہی نہیں ہوں جس سے کوئی معافی
 مانگے۔ میری سبھی بہن مجھے گالیاں دیتی ہے اور میرے کان پر جوں تک نہیں رہتی۔ ہوسا نے
 سے در نہ گاڑی چڑھاواں گا۔“

”اللہ کے نام پر۔“ بقیس نے ہنسنے لگا اور چوٹم کے تین چار پکٹے نکال کر عمران کو دیے۔
 ”شکریہ۔۔۔ یہ کام کیا ہے۔۔۔ خدا ہی تارکھے۔۔۔“ عمران نے پکٹ لے کر اپنی گود میں
 ڈالنے ہوئے کہا۔

”پھر کبھی آئیے گا۔۔۔“ شاہدہ نے مغموم لہجے میں پوچھا
 ”اب تم پلاسٹک سر بری کی ٹریڈنگ لو۔ امریکہ جا کر۔ وہاں ہی پر مجھے موجود پاؤگی۔۔۔“
 ”اس کی کار آگے بڑھ گئی۔“

(تمام شد)